www.paksociety.com

ناولٹ

حیا بخاری

محبتیں اُدھار ہیں

دسمبر کے اوائل ایام ۔۔۔ دبیز دھند کی چادر میں رات کی تاریکی بھی گم ہونے لگی تھی۔ سڑک سنسان تھی۔ رات خاموش اور جھاڑیوں میں چھپے 'ٹڈوں' کیڑے مکوڑوں کی آوازیں اسی قدر صاف اور تیز۔۔۔ وہ شہر سے کافی دور نکل آیا تھا۔ مطمئن ہو کر اس نے بائیک روکی۔ ذرا سا مسکرا کر اردگرد کا جائزہ لیا۔ پھر گود میں رکھی ہیلمٹ کو سر پہ جمایا۔ دو تین لمبے سانس لیے اور زور سے پاؤں مار کر انجن اسٹارٹ کیا۔ اس کی ہیوی بائیک فوراً" جاگ اٹھی۔

"بیسٹ آف لک ہیری" مسکراتے ہوئے اس نے اپنی بائیک کو وش کیا تھا۔ اور ایک جھٹکے سے بائیک آگے بڑھی تھی۔ اس بار اسپیڈ کافی تیز تھی۔ دھند بڑھتی جا رہی تھی۔ حد نگاہ بھی گم ہوتی جا رہی تھی۔ مگر وہ ہر خوف سے بے فکر اسپیڈ بڑھائے جا رہا تھا۔ بائیک کی لائٹس بھی سامنے کچھ بھی دکھانے میں ناکام ٹھہر رہی تھیں۔ لیکن اسے کچھ مطلب نہ تھا۔ بائیک کے تیز پہیوں کے شور سے خوف ناک آواز پیدا ہونے لگی تھی۔ ذرا دور جا کر اس نے ایک جمپ لگا کر اپنا پھیلا وجود ہوا کے سپرد کر دیا تھا۔ اب اس کے صرف ہاتھ ہینڈل پہ جمے تھے۔ باقی سارا دھڑ ہوا کے دوش پہ لہرا رہا تھا۔

"ہائیو" وہ چلایا تھا اس کی آواز خوشی بے حد نمایاں تھی۔ ذرا دیر یونہی سفر کرنے کے بعد وہ دوبارہ سیٹ پر بیٹھ گیا تھا۔ بائیک کی اسپیڈ مزید بڑھا دی تھی۔

سردی بڑھنے لگی تھی۔ اس نے ذرا سا کندھوں کو سکیڑا۔ لمبے سانس لے کر جیسے خود کو گرم کیا اور ایک مرتبہ پھر جھٹکے سے اپنا جسم ہوا میں اچھال دیا۔۔۔ بائیک اس بار ذرا سا لڑکھڑائی تھی اور وہ بھی توازن کھو بیٹھا تھا۔ اس کے دائیں ہاتھ سے ہینڈل چھوٹ گیا تھا۔ اور اس سے پہلے کہ وہ گرتا اور اس کے ساتھ بائیک بھی' بائیک کسی جامد مضبوط چیز سے پوری شدت کے ساتھ جا ٹکرائی تھی۔ وہ گنوں سے بھرا ٹرک تھا۔ جو شاید رات کا سفر روک کر وہاں کھڑا کر دیا گیا تھا۔ یہ ٹکراؤ اس قدر شدید تھا کہ اس کا وجود ہوا میں اڑتا ہوا ٹرک سے کہیں دور سڑک کے درمیان جا پڑا تھا۔ دور سے آتی تیز کار اسے روندتے گزر گئی تھی۔

"یاد رکھنا۔۔۔ یہ محبتیں ادھار ہیں اور تمہارا وجود قرض دار۔۔۔ تم اس پہ اتنا حق نہیں رکھتے" کوئی سرگوشی میں بولا تھا۔ تاریکی مزید بڑھ گئی تھی۔

✲ ✲ ✲

تین منزلہ اس خوب صورت گلابی بنگلے میں آج ہر فرد مصروف دعا تھا۔ بے قرار تھا اور منتظر تھا۔ اس خوش خبری کا جس کے لیے وہ کتنے عرصے سے تڑپ رہے تھے۔

"امی۔ آج ہمارا بھائی آئے گا۔" ننھی منال نے ماں کو پریشانی سے مسلسل تسبیح کے دانے گراتے دیکھا تو پوچھا۔

"ان شاء اللہ۔ ان شاء اللہ۔" دو سالہ منال کے جواب میں امی اور چاچی دونوں نے ایک ساتھ کہا تھا۔ اور دوبارہ دعا میں مشغول ہو گئی تھیں اور جب اماں حلیمہ نے آکر بیٹے کی خوش خبری سنائی تو گویا پورے گھر

WWW.PAKSOCIETY.COM

میں اک نئی زندگی نے کروٹ لی تھی۔
رمضان الٰہی کے دو بھائی اور تھے۔ فضل الٰہی اور پھر ان سے چھوٹے رحمت الٰہی۔ رمضان اور فضل کو اللہ نے اولاد سے نوازا تو مگر دونوں بھائی اولاد نرینہ سے محروم رہے۔ فضل الٰہی کو دو اور رمضان کو تین بار اللہ نے رحمت بخشی۔ لیکن دونوں ہی نعمت سے محروم رہے۔ رمضان کی بیوی رضیہ ہائی بلڈ پریشر کی مریضہ تھیں۔ اور تینوں بار ان کو آپریٹ کرانا پڑا تبھی ڈاکٹرز نے مزید اولاد کو ان کی اپنی سلامتی کے لیے خطرہ گردانا تھا۔ فضل الٰہی تو منال کی پیدائش کے بعد ہی مایوس ہو گئے۔ اب سارے گھر کی امیدیں رحمت سے جڑیں تھیں۔ اور اللہ پاک نے اس مرتبہ ان کو مایوس نہیں کیا تھا۔ ان کے خاندان کو بھی وارث ملا تھا۔ محبت اور خلوص سے جڑے اس خاندان میں بچی خوشی دوڑ گئی تھی۔

رمضان نے بڑی چاہ سے بچے کا نام رکھا۔ فضل

Downloaded From
paksociety.com

الٰہی نے اسے گھٹی دی اور رحمت بس بھائیوں اور بھابیوں کے کھلتے چہرے دیکھتے رہے۔ وہ دل ہی دل میں اس رب کے حضور شکر گزار تھے۔ جس پاک ذات نے ان کے خاندان کے چہروں پہ اس قدر انوکھے رنگ بکھیر دیے تھے۔

"نورہان" واقعی ان کی زندگی جگمگانے والا ستارہ تھا۔ سارے گھر کی خوشی بس نورہان سے جڑی تھی اور پورے گھر میں ایسا فرد بھی تھا جس نے اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے اس کا سفید گول سرخ چہرہ چھوتے ہوئے اسے پوری کائنات جانا تھا۔ سفید گلابی کپڑوں میں لپٹا وہ ننھا سا وجود اسے عزیز تر محسوس ہوا تھا۔ جب وہ احساس نامی کسی چیز کا شعور بھی نہیں رکھتی تھی۔ اور وہ تھی ننھی سی دو سالہ منال۔

☆ ☆ ☆

نورہان سب کی زندگی کا محور تھا۔ سب اس کی کسی نہ کسی چیز کا خیال کرتے اور منال اس کی ہر چیز کا خیال کرتی۔

"نورہان۔۔۔ دودھ پیا کرو ہڈیاں مضبوط ہوں گی۔" زینت تائی دودھ کا گلاس لے کر اس کے پیچھے پیچھے پھرتیں۔ چاہے باقی سارے کام رہ جاتے نورہان دودھ نہ پیتا۔ تب تک چین سے نہ بیٹھتیں۔

باہر گلی میں کرکٹ کھیلنے جاتا تو شانزہ آپی بیٹھک کی کھڑکی کی سلاخوں سے چپک کر کھڑی رہتیں۔ کھڑے کھڑے ٹانگیں شل ہو جاتیں۔ کمر درد کرنے لگتی، گردن اکڑنے لگتی مگر مجال ہے جو ذرا نظر ادھر ادھر کر لیتی۔ اماں، چاچی آوازیں دیتیں اسے ڈھونڈتیں وہاں آتیں۔ اور اس کے کام کا اندازہ ہوتے ہی واپس لپک لیتیں۔ مبادا نظر چوک نہ جائے۔

اذانوں کے بعد گھر آتے ہی وہ مارے باندھے ہوم ورک کے لیے بیٹھتا مگر سارا دھیان ٹی وی پہ چلتے ٹام اینڈ جیری پہ ہوتا۔ عائزہ آپی کو گھلو بھائی پہ رحم آتا اور ٹام اینڈ جیری شو ختم ہونے سے پہلے ہی اس کا ہوم ورک مکمل ہو جاتا۔

"آپی کتنی بار منع کیا ہے؟ ہر مدد کر دیا کریں۔ پڑھائی میں اس پر کوئی ترس نہ کھایا کریں۔ کل کو اسی کا نقصان ہو گا۔" چودہ سالہ منال سونے سے پہلے اس کا ہوم ورک چیک کرتی اور بہن کی لکھائی پہچان کر فوراً اس کے سر ہو جاتی۔

"اللہ نہ کرے کوئی نقصان ہو۔" عائزہ تو کانپ کانپ جاتی۔

"اور کیوں نہ کروں مدد۔ ایک ہی تو بھائی ہے میرا۔ اوپر سے اس کا سلیبس تو دیکھو۔ اتنا زیادہ کام۔۔۔ میرا اتنا چھوٹا سا بھائی اکیلے کر سکتا ہے بھلا؟" وہ دلیلیں دیتی۔

"ہم سب کر چکے ہیں تو اسے بھی کرنا پڑے گا۔" منال نے دو ٹوک لفظوں میں کہا اور واپس بیٹھک میں آ گئی۔ جہاں نورہان اس کا منتظر تھا۔ شام کو جب وہ اکیڈمی سے واپس آتی تو اسٹڈی میں اس کی ہیلپ کر دیا کرتی۔ اور کسی کے سامنے دو منٹ ٹک کر نہ بیٹھنے والا نورہان اس کے سامنے بڑے آرام سے ٹکا رہتا۔

"تم نے پھر عائزہ آپی سے ہوم ورک میں ہیلپ لی۔" اس نے نورہان کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے ہیلپ نہیں لی۔ انہوں نے خود مکمل کر دیا۔" وہ قالین پہ انگلیاں پھیرتے ہوئے بولا۔

"اور تم کہاں تھے؟" اس نے بیٹھے بیٹھے ہی ہاتھ سینے پہ باندھ کر پوچھا۔

"یہیں تھا۔" کچھ دیر بعد جواب آیا۔

"اوکے۔" منال نے چبا کر کہا۔ "سارا ہوم ورک رف رجسٹر پہ ابھی مجھے کر کے دکھاؤ۔"

"جی۔ میں ابھی کرتا ہوں۔" وہ مودب انداز میں کہہ کر فوراً کام میں جت جاتا اور صرف یہی نہیں، جہاں جہاں وہ اپنی فیملی کا نورہان کے لیے پیار غیر متوازن دیکھتی ٹوک دیتی۔

"امی۔ ہان کو دو انڈے کیوں دے رہی ہیں۔ پہلے سے کس قدر روٹی ہو رہا ہے۔"

"اللہ منال خدا کا خوف کرو۔ تم تو نورہان کے پیچھے ہی پڑ گئی ہو۔" شانزہ غصہ ہو جاتی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

"منال کیوں ٹوکتی ہو اسے۔" اماں بھی تیز نظروں سے گھورتیں۔

"اماں اس کی بھلائی کے لیے ہی ٹوکتی ہوں۔" وہ تڑپ اٹھتی۔

"میں بتاؤں اماں۔ کیوں ٹوکتی ہے۔" عائزہ آتے ہی حصہ لیتی۔

"اسے قلق ہے کہ اس کی جگہ نورہان نے لے لی ہے۔" وہ اپنا خیال بڑے دھڑلے سے پیش کرتی۔ سولہ کی حدود میں قدم دھرتی منال بس تاسف سے بہن کو دیکھ کے رہ جاتی۔ اس سارے معاملے سے بے خبر رہتا یا خود کو ظاہر کرتا تو صرف نورہان۔ وہ یوں چپ چاپ ناشتا کیے جاتا۔ جیسے اس نے کچھ سنا ہی نہ ہو یہ اور بات جب وہ ناشتے کی ٹیبل سے اٹھتا تو ایک انڈہ ویسے کا ویسا پڑا رہتا۔ جام کی بوتل بند رہتی۔ اور دودھ کا گلاس بالکل خالی۔۔۔ یہ سب دیکھ کر جہاں منال کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ در آتی۔ وہیں اسے امی' تائی کی بڑبڑاہٹیں بھی سننے کو ملتیں۔

"ٹوک لگا دی بچے کے کھانے پہ۔ تبھی آج صبح سے کھا نہیں سکا۔ آج میں اس کے تایا سے بات کروں گی۔ وہی اس لڑکی کو سمجھائیں گے۔" امی کی بات پہ اس کے کھلے لب مزید کھل جاتے۔

☼ ☼ ☼

وقت نے رفتار پکڑی تو سب بدلنے لگا۔ نورہان نے اس قدر شاندار قد کاٹھ نکالا کہ دو سالہ منال کیا' چھ سال بڑی عائزہ بھی اس سے کم عمر لگنے لگی۔ جوانی کی دہلیز پہ قدم دھرتے ہی منال خود بخود ایک خول میں سمٹنے لگی۔ نورہان البتہ اب زیادہ پراعتماد شخصیت میں ڈھل چکا تھا۔ منال کو پکارتے وقت دبتے لہجے کی جگہ دوستانہ اور پراعتماد لہجے نے لے لی تھی۔ باقی سب بہنوں کی طرح وہ منال کو کبھی آپی نہ کہہ سکا تھا۔ اتنی بڑی وہ کبھی لگتی ہی نہیں تھی اسے۔ لیکن وہ اس کی ہر بات مان لینے کے باوجود اس سے فرینک بھی نہیں ہو پاتا تھا۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس نے یہ مرحلہ کافی آسانی سے طے کر لیا تھا۔

منال اب بھی اسے ٹوک دیتی تھی۔ لیکن اب وہ خاموش بیٹھ کر صرف سنتا نہیں تھا۔ بلکہ باقی لوگوں کی ناراضی سے نہ صرف اس کی ڈھال بن جاتا تھا۔ بلکہ اس کی بات بھی علی الاعلان مان لیتا تھا۔ وہ دونوں لازم و ملزوم بنتے جا رہے تھے اور یہ چیز ان کی آنکھوں میں خواب سجاتی' اس سے پہلے ہی ان کے بڑے ان کے اس بے نام رشتے کو اپنے تئیں اچھی طرح سمجھ کر مسکرانے اور خوشی کی نوید ماننے لگے۔ البتہ منال اور نورہان اس بات سے قطعی بے خبر تھے۔

☼ ☼ ☼

"منال جلدی کرو یار مجھے دیر ہو رہی ہے۔" منال کی یونی وین کا ڈرائیور بیمار تھا۔ تبھی آج تایا نے یہ ذمہ داری نورہان کو سونپی تھی۔ اور جو اس نے کافی بحث کے بعد قبول کی تھی۔ مگر اب۔۔۔ وہ بالکل ریڈی تھا وہ بھی کب سے اور منال کا پتا تک نہ تھا۔ کئی بار وہ آواز دے چکا تھا۔

"تمہیں دیر ہو رہی ہے تو کیوں کھڑے ہو۔ جاؤ۔" عائزہ میلے کپڑوں کی گٹھڑی اٹھائے سیڑھیوں کی طرف بڑھی۔

"منال کا ویٹ کر رہا ہوں آپی۔" وہ اکتایا ہوا تھا۔

"تم نے تو کل منع کر دیا تھا نہ میں نے اسے کہا بھی کہ آج چھٹی کر لے۔ مگر نہ۔ جی پیدل ہی نکل لی۔ ناشتا بھی نہیں کیا۔" عائزہ نے بتایا تو ان کی مکمل بات سنے بغیر ہی تیزی سے باہر نکل گیا۔ عائزہ حیرت سے کندھے اچکاتی آگے بڑھ گئی۔

"تم سے دو منٹ انتظار نہیں ہو سکتا تھا۔" اس کی توقع کے عین مطابق وہ کالونی سے باہر بس کے انتظار میں کھڑی تھی۔ سفید رنگت دھوپ کی تمازت سے سرخ پڑ رہی تھی۔

"کس کا انتظار؟" وہ اس کی طرف نہیں دیکھ رہی تھی۔ ایک ٹانگ فٹ پاتھ پہ جمائے وہ اسے دیکھے گیا۔

"میں نے کہا تھا میں تمہیں چھوڑ دوں گا۔"

"تم نے کہا نہیں تھا' زبردستی مانے تھے۔" وہ اب بھی دوسری طرف ملامتی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"اچھا آجاؤ۔ میں تمہیں چھوڑ دیتا ہوں۔" وہ نرم ہوا۔

"تم جاؤ۔ میں چلی جاؤں گی تمہیں دیر ہو رہی ہے۔" ضدی تو وہ بچپن سے تھی۔ نورہان سے بھلا بہتر اسے کون جان سکتا تھا۔

"منال سید کے لیے میں اتنا ٹائم تو ویسٹ کر ہی سکتا ہوں۔" وہ مسکرایا تھا۔ منال نے ایک نظر اس پہ ڈالی ..... وہ اسے دیکھے جا رہا تھا۔

"کبھی ہمیں بھی لفٹ کرا دو۔ اتنے برے ہم بھی نہیں۔" منال کا دل بے قابو ہوا تھا اور نورہان ..... وہ کوئی تین لڑکوں کا گروپ تھا۔ جس کا لیڈر تھا وہ شاید۔ منال کو اس طرح نورہان سے باتیں کرتا دیکھ کر وہ شاید کچھ اور سمجھا تھا۔

"قسم سے کرولا پہ لے کر جاؤں گا۔ اس کی پھٹیچر بائیک تمہارے قابل کہاں۔" وہ منال کے بے حد قریب آیا تھا اور منال نورہان کے ..... اس نے کانپتے ہاتھوں سے نورہان کا بازو تھاما تھا۔ نورہان نے بایاں ہاتھ اس کے کپکپاتے ہاتھ پہ رکھ دیا۔ تبھی بس وہاں آکر رکی تھی۔

"تم جاؤ منال۔" اس نے دھیرے لہجے میں منال کو کہا۔ نورہان کی آنکھیں لال ہونے لگیں۔ وہ ضبط کی انتہا پر تھا۔

"لیکن ہاں یہ ..." منال بول نہ پائی۔ نورہان نے زبردستی اسے بس پر چڑھا دیا تھا۔ بس کے آگے بڑھتے ہی وہ تینوں اس کی طرف آئے تھے۔ نورہان بھی مکمل طور پہ ان کی طرف متوجہ تھا۔

☼ ☼ ☼

"منال۔"

"ہوں۔" زویا نے اسے پکارا تو وہ گم سم سی ہنکارا بھر گئی۔

"یہ صبح تمہارے ساتھ بائیک والا کون تھا۔" منال کے دل نے بے اختیار ایک بیٹ مس کی نہ جانے کیوں وہ بیس سالہ لڑکا آج اس کے حواسوں پہ چھا رہا تھا۔

"کزن ہے میرا۔" سادہ لہجے میں جواب دیا۔

"واؤ یار۔ ہاؤ لکی یو آر۔" زویا پرجوش لہجے میں بولی۔

"اس قدر ہینڈسم کزن ہے تمہارا' نہ پوچھو تمہارے جانے کے بعد جو منظر بدلا۔"

"کیا مطلب۔" منال بری طرح چونکی۔

"میں اسی وقت وہاں پہنچی تھی۔ جب وہ لڑکے تم دونوں کے ساتھ الجھ رہے تھے۔ مگر میرے پہنچنے سے پہلے ہی بس روانہ ہو گئی۔ ورنہ میں بھی وہ سارا تماشا دیکھنے سے محروم ہو جاتی۔" زویا کسی فلم کا حال بیان کرنے لگی تھی گویا۔

"اس بڑے سانڈ نے کالر پکڑا تھا تمہارے کزن کا۔ نہ پوچھو جو ان تینوں کا حشر کیا پھر ہیرو نے' کتنا مجمع اکٹھا ہو گیا تھا۔ سب کے سامنے ان ذلیلوں سے اٹھک بیٹھک کروائی تمہارے ہیرو کزن نے۔" اور منال کو ایک دم ہی اپنا آپ بہت اہم محسوس ہونے لگا۔ زندگی کی بائیس بہاروں میں وہ احساسات اس نے کبھی محسوس نہیں کیے تھے۔ جو آج اس کے اندر تک ہلچل سی بپا کرنے کے درپے تھے۔ اس دن وہ کوئی لیکچر صحیح سے اٹینڈ نہیں کر پائی تھی۔ محبت اپنی پوری شان سے اس کے دل پہ اتری تھی۔ وہ فتح ہوئی تھی اور اس کے لیے یہ بھی ایک خوش قسمتی تھی۔

سارا دن وہ نورہان کے سامنے جانے سے کتراتی رہی تھی۔ کہیں وہ اس کے چہرے سے ہی اس کے دل کا حال نہ جان لے۔ دن کا کھانا بھی اس نے کمرے میں منگوا لیا تھا۔ عائزہ کے بقول نورہان دو تین مرتبہ اس کا پوچھ چکا ہے۔ اسے مزید خوش گوار احساس دے گیا تھا۔

ادھر نورہان عجیب سی بے چینی میں گھر گیا تھا۔ منال کا سارا دن یوں کمرے میں بند رہنا' اسے لگا وہ ڈر گئی تھی۔ اور وہ جس طبیعت کی لڑکی تھی' ڈرنا بنتا بھی

WWW.PAKSOCIETY.COM

تھا۔ شام تک آخر کار وہ ایک فیصلہ کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

"چاچو۔ کل سے منال کی وین چھڑوا دیں میں کالج جاتے وقت اسے بھی یونی چھوڑتا جاؤں گا۔" رات کو کھانے پہ اس نے ڈائریکٹ فضل الٰہی سے بات کی تھی۔

"یہ تو بہت اچھی بات ہے۔" رمضان بے حد خوش ہوئے۔

"بالکل۔ باقی بہنیں تو ایک ساتھ جاتی تھیں۔ منال اکیلے وین سے جاتی ہے۔ روز دل کو دھڑکا سا لگا رہتا ہے۔" تائی امی نے بھی فکرمندی سے کہا تو وہ مسکرا دیا۔

"نہیں بابا۔ میں وین میں ٹھیک ہوں۔ یہ بائیک اتنی تیز چلاتا ہے۔" وہ اسی وقت وہاں آئی تھی۔ اور فوراً اعتراض اٹھا دیا تھا۔

"میں آہستہ چلاؤں گا۔" نوربان فوراً بولا۔

"ہو ہی نہیں سکتا۔" وہ کرسی سنبھالتے ہوئے بولی۔

"ہو سکتا ہے۔ میں کر کے دکھاؤں گا۔ لیکن تم اب ہر حال میں میرے ساتھ ہی جاؤ گی۔ شہر کے حالات ویسے بھی کافی خراب ہیں۔" وہ پریشان تھا اس کے لیے کسی خیال سے اس کی گھنی پلکیں جھکنے لگی۔ وہ مزید نہ بول سکی۔ نوربان کو کچھ اطمینان ہوا۔

"ویسے میں وین والے کو جانتا ہوں۔ بہت اچھا آدمی ہے۔ اور پھر اس طرح روز تمہیں بھی دیر ہو جایا کرے گی۔ تمہاری اسٹڈی کا حرج ہو گا۔" فضل الٰہی نے بیٹی کی مشکل آسان کی۔

"بالکل میں یہی تو کہنا چاہ رہی ہوں۔" منال کو دوبارہ توانائی ملی۔

"پھر یہ بائیک اتنی تیز چلاتا ہے بابا۔" کہاں وہ اس کے ساتھ ڈانٹ ڈپٹ تک کر لیا کرتی تھی۔ اور کہاں آج اس کے ساتھ بائیک پہ روز بیٹھ کر جانے سے ہی دل لرز رہا تھا۔

"فائن بابا۔" نوربان کا لہجہ بدلا۔ تیز نظریں منال پہ ہی جمی رہیں۔ "البتہ۔۔۔"

"جی بابا کی جان۔" رحمت الٰہی نے مسکراتی نظروں سے بیٹے کو دیکھا۔

"مجھے اپنی پسند کی ہیوی بائیک چاہیے۔" جوس پیتی منال کو اچھو لگ گیا۔

"ابھی چند ہفتے پہلے ہی تو تم نے بائیک لی ہے۔" رحمت بھی حیران ہوئے۔

"اب مجھے کوئی اور چاہیے۔ زیادہ فاسٹ، زیادہ فیوریس Furious" وہ گھونٹ گھونٹ چائے پینے لگا۔ نظریں البتہ منال پہ جمی تھیں۔ جو اسی کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اب کی بار منال کی آنکھوں میں پریشانی تھی۔

"بھئی اتنے سوال کیوں پوچھ رہے ہو۔ سب کچھ میرے بیٹے کا ہی تو ہے۔" رمضان الٰہی نے بات ہی ختم کر دی۔

"تم بیٹا مجھے آرڈر کیا کرو بس۔ جو چیز بھی چاہیے۔" انہوں نے جیسے اسے کھلی چھٹی دی تھی۔

"لیکن ایسے تو یہ بگڑ بھی سکتا ہے تایا ابو۔" منال بالآخر بول ہی پڑی۔ نوربان کے لبوں پہ کالا تل مچل مچل گیا۔ وہ مسکرا رہا تھا۔

"جو تم سب کا اتنا خیال کرتا ہے وہ بگڑ کیسے سکتا ہے۔" تایا نے مسکراتے ہوئے منال کے سر پہ ہاتھ پھیرا اور منال نے نوربان کی مسکراتی آنکھوں سے پیغام دوبارہ موصول کیا۔ وہ اسی کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"جو تمہارا اتنا خیال کرتا ہے منال سید، وہ بگڑ کیسے سکتا ہے۔" منال نظریں جھکا گئی۔

✡ ✡ ✡

جب سے شانزہ آپی کی شادی طے ہوئی تھی۔ وہ بہت ایکسائیٹڈ تھی۔ شانزہ کی باقی دونوں بہنوں کی شادی اس کے بچپن میں ہوئی تھی۔ تبھی وہ اتنا انجوائے نہ کر سکی تھی۔ لیکن اس بار اس کا پکا ارادہ تھا کہ گا گا کر گلہ بیٹھا دینا ہے۔ مگر ہار نہیں ماننی۔ اور واقعی ایسا ہی ہوا تھا۔ ہر فنکشن پہ منال چھائی رہی تھی۔ سب کی

WWW.PAKSOCIETY.COM

نگاہوں کا مرکز رہی تھی وہ۔ شانزہ کی نند نے تو دوسرے بھائی کے لیے اس کی خواہش کا اظہار بھی کر دیا تھا۔ لیکن گھر کی تینوں بڑی خواتین نے فی الحال ٹال ہی دیا۔

آج ولیمے کی تقریب تھی۔ تقریب شانزہ کے سسرالی گھر کے وسیع و عریض لان میں رکھی گئی تھی۔ شاکنگ پنک کامدار شرٹ اور چوڑی دار پاجامے میں منال کی کھلتی گلابی رنگت مزید دمک رہی تھی۔ اس نے بال کھلے چھوڑ رکھے تھے اور ساری محفل کی توجہ سمیٹ رہی تھی۔ نوریان نے خاص طور پہ نوٹ کیا تھا کہ شانزہ کا چھوٹا دیور مسلسل منال کو ہی نظروں کا محور کیے ہوئے تھا۔ ایک دوبار اس لڑکے نے منال سے بات بھی کرنے کی کوشش کی لیکن منال معذرت کر کے نکل گئی۔ نہ جانے کیوں نوریان کو وہاں بے چینی سی ہونے لگی۔ اس نے سیل نکالا۔

"میری طبیعت خراب ہے۔ گھر جا رہا ہوں۔" بے دلی سے اس نے منال کو پیغام سینڈ کیا اور وہاں سے باہر نکل آیا۔ بنگلو سے کچھ دور ایک صاف ستھرے خالی پلاٹ میں پارکنگ کا انتظام کیا گیا تھا۔ وہ حسب عادت اپنی بائیک پہ ہی آیا تھا۔ تبھی اسے جانے میں بھی سہولت تھی۔ وہ بائیک نکالنے لگا۔

"رکو۔۔۔ جانا مت میں باہر آ رہی ہوں۔" منال کا پریشان سا پیغام موصول ہوا۔ وہ مسکرا نہ سکا۔ نہ جانے کیوں دل اداس ہونے لگا تھا۔ کچھ دیر بعد وہ واقعی اس کی طرف چلی آ رہی تھی۔

"ہاں۔ تم ٹھیک ہو۔" کچھ دیر پہلے اس کے خوب صورت چہرے پہ چھلکنے والی خوشی اور سرشاری کی جگہ پریشانی لے چکی تھی۔ نوریان کو تاسف نے گھیر لیا۔

"ویسے ہی۔ مجھے شاید اتنے لوگوں کی موجودگی سے گھبراہٹ ہونے لگی ہے۔" وہ دوسری طرف دیکھنے لگا۔

"میں بھی تمہارے ساتھ چلتی ہوں۔" وہ چونکا۔

"ہاں! میں امی کو بتا آئی ہوں کہ میرے سر میں شدید درد ہے۔ میں تو خود تمہیں کہنے والی تھی کہ تمہارا میسج آ گیا۔ ویسے بھی تائی امی ہیں گھر پہ، چائے لے کر سو جاؤں گی۔ صبح تک ٹھیک بھی ہو جاؤں گی۔"

وہ یوں پیشانی مسل رہی تھی۔ جیسے سچ میں اس کے سر میں درد ہو۔ اب کی بار نوریان مسکرائے بنا نہ رہ سکا۔

"تمہیں ڈر نہیں لگے گا میرے ساتھ۔" اس کی آنکھوں میں شرارت چمکی تھی۔

"نہیں مجھے یقین ہے۔ تم میرا خیال کرو گے۔ بائیک آہستہ چلاؤ گے۔" وہ ذرا سا آہستہ بولی تھی۔ اور نوریان قہقہہ لگا کر ہنس دیا تھا۔

☼ ☼ ☼

وہ گھر پہنچے تو تائی امی سو چکی تھیں۔ ملازم بھی کوارٹر میں جا چکے تھے۔ صرف چوکیدار جاگ رہا تھا۔

"تم یہیں لان میں تارے گنو۔ میں چائے بنا کر لاتی ہوں۔" وہ بائیک سے اترتے ہوئے بولی۔ نوریان نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"میں بنا لیتا ہوں تم ہی گنو یہ تارے وارے۔ مجھ سے نہیں ہوتے یہ عاشقوں والے کام۔" وہ مسکراتا ہوا اندر بڑھ گیا۔ منال کندھے اچکا کر لان کی سیڑھیوں پہ بیٹھ گئی۔ وہ چند منٹ بعد ہاتھوں میں کپ لیے اس کے قریب بیٹھا تھا۔

"تھینک یو۔" چائے تقریباً" ختم ہونے والی تھی۔ جب وہ دھیرے سے بولی تھی۔

"چائے کے لیے؟" نوریان ذرا حیران ہوا۔

"نہیں بائیک آہستہ چلانے کے لیے۔" منال کی بات پر وہ دور خلاؤں میں دیکھنے لگا۔

"تمہیں میری بات مان لینی چاہیے تھی۔ یوں اکیلے وین میں جانا مجھے ٹھیک نہیں لگ رہا۔" وہ چند دن پرانی بات پہ لوٹ آیا۔

"میں شروع سے آتی جاتی ہی رہوں وین پہ اور لڑکیاں بھی ہیں۔ مجھے کوئی پرابلم نہیں۔" منال نے اس کی فکر دور کی۔

"ویسے شانزے آپی کس قدر خوش تھیں نہ؟" وہ بات بدل گئی۔ وہ صرف سر ہلا گیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

"اور نعمان بھائی' کتنے ہینڈسم ہیں نہ۔" نورہان نے ذرا سا چہرہ موڑ کر اسے دیکھا تھا۔ وہ دور تاروں کو تک رہی تھی۔

"نعمان بھائی کے ساتھ جو لڑکا بیٹھا تھا۔ وہ کون تھا؟" وہ اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے بولا۔

"بھائی ہیں نعمان بھائی کے۔ کافی اچھی پوسٹ پہ فائز ہیں۔"

"تمہیں کیسے لگے؟" اپنے سوال پہ اسے خود بھی حیرت ہوئی تھی۔

"ٹھیک ہی لگے۔" سادہ سا جواب آیا۔

"تم کیوں پوچھ رہے ہو۔" اچانک ہی منال کو خیال آیا۔ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی۔

"ویسے ہی۔۔۔" وہ نظریں چرا گیا۔

"میں چینج کرلوں۔ کافی تھکن ہو رہی ہے۔ اللہ کرے نیند بھی آجائے۔" وہ اٹھتے ہوئے بولی۔

"ہاں۔۔۔ تم چلو میں کچھ دیر بیٹھوں گا۔" وہ سرہلاتی اوپر اپنے کمرے میں آگئی۔ چینج کرکے بیڈ پہ آئی تو یوں ہی سیل فون چیک کیا۔ اسکرین پہ تو نورہان کا پیغام جگمگا رہا تھا۔

"تاروں بھری اس رات میں منال سید کو میں بتانا چاہوں گا کہ وہ آج بے حد پیاری لگ رہی تھی۔ بالکل پریوں کی طرح۔" پیغام کے سامنے مسکراتی شرارت۔۔۔ منال کے دل نے ایک بیٹ مس کی۔ اس نے ذرا سا کھڑکی کا پردہ ہٹا کر نیچے دیکھا۔ نورہان وہیں بیٹھا موبائل دیکھ رہا تھا۔ آئی نو" اس نے بھی شرارتی پیغام ٹائپ کیا اور سینڈ کردیا۔ دوسری طرف پیغام موصول ہوتے ہی اس نے ہنستے ہوئے نورہان کو اٹھتے دیکھا تھا۔ وہ بھی دل سے مسکرادی تھی۔

بچپن سے لے کر آج تک اس کی کوئی فرمائش رد نہ کی گئی تھی۔ اس کے لب سے فرمائش نکلتی۔ اور بہترین سے بہترین چیز اس کے حضور پیش کردی جاتی۔ سب ڈرتے بھی کہ کہیں یہ بے جا لاڈ پیار نورہان کی زندگی کو زنگ آلود نہ کردے۔ لیکن سب ہی اس قدر بے بس ہوتے اس معاملے میں خود کو کہ کسی اور پہلو پہ سوچا بھی نہ جاسکتا اور پوری خوشی سے نورہان کی فرمائش پوری کردیتے۔

نورہان سمجھ دار بچہ تھا۔ اس محبت اور پیار نے اس کی شخصیت میں بگاڑ کی جگہ سنوار دیا تھا۔ گھر والوں کے ساتھ اس کا رویہ' اس کی سیدھی طبیعت' خوش مزاجی اور سب سے بڑھ کر والدین کی فرماں برداری نے سب کو مطمئن کردیا تھا۔ کسی کے دل میں اب اس کے متعلق رتی برابر خوف و خدشات نہیں رہے تھے۔ نورہان کی طرف سے وہ بالکل مطمئن تھے اور کوئی نہیں جانتا تھا کہ یہ صحیح تھا یا غلط۔۔۔۔

☼ ☼ ☼

یونی کے گیٹ سے نکلتے ہی گاڑی ایک غیر معروف شاہراہ کی طرف مڑی تو تقریباً" سب ہی لڑکے لڑکیاں حیران ہوئے۔ "انکل اس راستے سے کیوں جارہے ہیں؟ یہ تو کافی لمبا روڈ ہوجائے گا۔" فرنٹ سیٹ پہ بیٹھے لڑکے نے ڈرائیور سے استفسار کیا۔

"اندرون شہر آج اساتذہ کی ہڑتال ہے۔ کوئی گریڈ ورڈ کا مسئلہ ہے۔ تب ہی سارے راستے بلاک کر رکھے ہیں۔ پھر مظاہرین کا کوئی اتا پتا نہیں کب کوئی چیز اٹھا کر گاڑی پہ پل پڑیں۔ تو فی الحال یہ ہی راستہ مجھے محفوظ لگا۔" سب ہی ڈرائیور کی بات سے متفق ہوئے تھے۔

گاڑی تیزی سے دوڑنے لگی۔ یہ سڑک قدرے ویران تھی۔ دو رویہ تھی اور کافی چوڑی بھی۔۔۔ منال نے بنا رکے گاڑی چلتے دیکھ کر بے ساختہ روز سے اودھر سے ہی جانے کی خواہش کی تھی۔ ورنہ شہر میں تو آدھا وقت مختلف جگہوں پہ ٹریفک میں پھنس پھنس کر نکل جاتا تھا۔ اس نے پرس سے ہینڈ فری نکال کر کان میں اڑستے اور گانے پہ سر دھنتی کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔ مخالف سائڈ کی روڈ پہ کچھ من چلے نوجوان وہیلنگ میں مصروف تھے۔ آگے پیچھے اپنی اپنی بائیک پہ وہ مہارت سے کرتب دکھاتے ایک دوسرے کے آگے نکلنے کی کوشش کرتے۔ منال کا دل خوف سے تیز

WWW.PAKSOCIETY.COM

تیز دھڑکنے لگا۔

"ان نوجوانوں کو دیکھو۔ زندگی جیسی چیز داؤ پہ لگا رکھی ہے۔ ماں' باپ صرف ایک بار ان کو یہ حرکت کرتا دیکھ لیں۔ قسم سے اپنے ہاتھوں سے ان کی بائیکس جلادیں۔" اس نے کڑھ کر دل میں سوچا تھا۔

تب ہی اس نے دور سے بلیک کلر کی ہونڈا بائیک آتے دیکھی تھی۔ اس کی رفتار اس قدر تیز تھی کہ منال کو وہ کسی دھندلی چیز کی طرح دکھائی دے رہی تھی۔ اور پھر اس کا دل زور' زور سے دھڑکنے لگا۔

دوسری طرف سے تیز رفتار کوچ آرہی تھی۔ کوچ نے راستہ غلط لیا تھا۔ وہ ڈرائیور کی اس جلد بازی کا مطلب نہیں جان سکی تھی۔ ان کی گاڑی بھی رک گئی تھی۔ لڑکے کچھ دیر دوسری سائڈ پہ ہونے والے معرکے دیکھنا چاہ رہے تھے اور لڑکیاں بھی انٹرسٹڈ تھیں۔ سب پرجوش تھے۔ بلیک بائیک قریب آچکی تھی۔ کوچ والا بھی اب راہ نہ بدل سکتا تھا۔ تب ہی بائیک والے نے ایک دم اپنا جسم ہوا میں اچھال دیا۔ وہ کسی پرچم کی طرح لہرانے لگا۔ قریب تھا کہ بائیک اور کوچ میں تصادم ہوجاتا وہ چھلاوے کی طرح واپس سیٹ پہ بیٹھا اور بائیک نکال لے گیا۔ سب نے تالیاں بجا کر اسے داد دی۔

منال خوف سے جمی اسی لڑکے کو دیکھتی رہی۔ اس نے بائیک روک دی تھی۔ اب وہ ہیلمٹ اتار رہا تھا اور پھر اس نے ہیلمٹ اتارتے ہوئے بڑے اسٹائل سے بال سنوارے تھے اور منال... اس کی رگوں میں خون جیسے منجمد ہونے لگا تھا۔ اس چہرے کو پہچاننے میں وہ کبھی دھوکا نہیں کھا سکتی تھی۔

گاڑی رواں ہوئی۔ وہ دیکھتی رہی۔ لڑکا بہت پیچھے رہ گیا۔ وہ مڑ نہ سکی۔ اس میں سکت ہی باقی کہاں رہی تھی۔

☼ ☼ ☼

شانزہ بہت دن بعد گھر آئی تھی۔ سب بے حد خوش تھے۔ اس کا کھلا چہرہ اس کی خوشیوں کا گواہ تھا۔ کوئی اور دن ہوتا تو منال بھی بے حد خوش ہوتی' لیکن آج وہ صرف اور صرف خوف میں جتلا تھی۔ کسی طور دل کو چین ہی نہیں آرہا تھا۔

وہ چاہتی تو ڈائریکٹ تایا ابو سے بات کرسکتی تھی۔ لیکن وہ جانتی تھی کہ وہ نوربان پہ کس قدر یقین کرتے تھے۔ نوربان ایک چھوٹی سی وضاحت دیتا اور منال کی ساری باتیں پس منظر میں چلی جاتیں۔

وہ اچھی طرح سمجھتی تھی کہ اسے اگر کسی سے بات کرنا چاہیے تھی تو وہ صرف اور صرف خود نوربان تھا۔ صرف وہ ہی اس کی نیچر' اس کی فطرت کے زیادہ قریب رہی تھی۔ وہ اس کی رگ رگ سے واقف تھی۔ یہ اس کا اندازہ تھا۔ اور آج اسے اپنے اندازے پہ بے حد افسوس اور غصہ آرہا تھا۔

وہ جتنا جلدی اس سے بات کرنا چاہ رہی تھی نوربان اسی قدر دیر کررہا تھا۔ اسے صبر نہ ہوا تو گھر والوں کو شانزہ کے ساتھ مصروف دیکھ کر وہ باہر لان میں آکر ٹہلنے لگی۔ بہرحال اسے نوربان کا انتظار تو کرنا ہی تھا۔

رات کے بارہ بجنے والے تھے۔ گھر کے سب ہی افراد سونے کے لیے جاچکے تھے۔ جب اس نے گلی میں بائیک کی آواز سنی۔ بائیک کی آواز سنتے ہی اس کے تھکے ہارے وجود میں توانائی سی بھر گئی۔ اس نے گیٹ کے اوپر لائٹ جلتی بجھتی دیکھی تھی۔ پھر اس نے چوکیدار بابا کو تیزی سے گیٹ کی طرف بڑھتے دیکھا اور پھر گیٹ کھلتے ہی وہ بائیک لیے اندر آیا تھا۔ چوکیدار گیٹ بند کرتا واپس کوٹھڑی میں چلا گیا۔ وہ بائیک کھڑی کرتا چابی جھلاتا مڑے سے اندر جانے لگا کہ کسی احساس نے اس کے پیر جکڑ لیے۔ وہ ذرا سا مڑا اور حیرت سے کھڑا رہ گیا۔ منال جھولے پہ بیٹھی اس کی طرف ہی دیکھ رہی تھی۔ وہ مسکراتا ہوا اس کی طرف آیا۔

"تم اس وقت یہاں؟" اس کے لہجے میں حیرت نمایاں تھی۔ منال سرشام ہی سوجانے کی عادی تھی۔ کجا اس قدر رات اس کا باہر لان میں موجود ہونا نوربان کے لیے واقعی باعث حیرت تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

"تمہیں کب سے جاگنے کی عادت پڑ گئی۔" وہ اس کے قریب ہی جھولے پر بیٹھ گیا۔

"تمہیں جھوٹ بولنے کی عادت کب سے ہو گئی نورہان؟" اس نے نورہان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے الٹا سوال کر دیا۔

"جھوٹ کیا مطلب؟" وہ مزید حیران ہوا۔

"دھوکا دینا کب سیکھا؟" ایک اور تیکھا سوال۔

"محبتوں کی امانت میں خیانت کرنا کب شروع کیا تم نے؟" وہ تلخ ہو رہی تھی۔ نورہان ناسمجھی اسے دیکھے جا رہا تھا۔

"تم پہ کسی بھوت کا سایہ ہو گیا ہے۔" وہ اٹھ گیا۔ منال بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"آج سارا دن کہاں تھے؟" اس کے سوال پہ وہ پلٹا۔ ذرا سا مسکرایا۔ "دوستوں کے ساتھ تھا اور کہاں؟" پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالتا وہ کندھے اچکا گیا۔ منال ضبط سے نچلا ہونٹ کاٹ گئی۔

"دوستوں کے ساتھ کہاں؟" وہ اس کے قریب آئی۔

"ایک دوست کے گھر پر ڈنر پارٹی تھی۔ سو صبح سے وہیں انجوائے کرتا رہا اور کہاں۔" وہ صاف جھوٹ بول گیا۔ اس بار منال کا ضبط جواب دے گیا۔ اس نے کس کر اس کے بائیں گال پہ تھپڑ دے مارا تھا۔ نورہان ساکت ہو گیا تھا۔ دھان پان سی اس لڑکی سے وہ ہر طرح کی توقع کر سکتا تھا، مگر اس طرح کی حرکت... وہ بالکل مفلوج ہو کر رہ گیا۔ وہ دو قدم مزید اس کے قریب ہوئی تھی۔

"تایا، بابا، چاچو، سب امیاں، بہنیں، اتنے محبت کرنے والے لوگ، تمہیں دیکھ دیکھ کر جینے والے لوگ، تمہاری سانسوں سے دھڑکنے والے دل، تمہارے لمس سے وجود کو تسلیم کرنے والے لوگ، تمہیں کسی کا بھی خیال نہ آیا ہاں۔ اگر خدانخواستہ تمہیں کچھ ہو جاتا تو..." وہ اس پہ چلائی تھی۔ "یاد رکھنا ہاں..." اس نے شہادت کی انگلی اٹھا کر اسے وارن کیا۔

"یہ محبتیں ادھار ہیں... اور تمہارا وجود قرض دار... تم اس پہ اتنا حق نہیں رکھتے کہ تم ایک چھوٹے سے پاگل پن کے لیے ان ساری محبتوں، لوگوں اور اپنے وجود کو داؤ پہ لگا دو۔" وہ جیسے ہوش میں آیا تھا۔ کوئی لفظ اس کے ذہن کے پردے پہ نقش نہ ہو پایا تھا۔ یاد رہا تو صرف تھپڑ۔ نورہان کے اندر تک جلن اترنے لگی۔

"تم..." اس نے منال کا بازو زور سے پکڑ کر کھینچ کر اپنے ساتھ لگایا۔ اس کی گرفت اس قدر مضبوط تھی کہ منال کی آنکھیں جلنے لگیں۔ وہ کچھ دیر خونخوار نظروں سے اسے دیکھتا گرم سانس سے اس کے چہرے کو جلاتا رہا۔ پھر جیسے اس نے خود پہ ضبط کر کے اسے خود سے دور جھٹکا تھا۔ اور تیز قدموں سے اندر چلا گیا۔ وہ وہیں کھڑی سسکتی رہی تھی۔

☼ ☼ ☼

نورہان اس سے ناراض تھا۔ اس نے اس رات کے بعد اپنی بائیک کو بھی ہاتھ نہیں لگایا تھا۔ لیکن اب اکثر پڑھائی کے بہانے گھر سے باہر رہنے لگا تھا۔ منال کو تاسف گھیرنے لگا۔ وہ بچپن سے واقف تھی کہ جس چیز کے لیے وہ نورہان کو منع کر دیتی۔ وہ منع ہو جاتا تھا تو خواہ مخواہ اس قدر ہائپر ہونے کی اسے کیا ضرورت تھی۔ اس کی حالت عجیب سی ہونے لگی۔ آنسو تھے کہ خود بخود پھسل جاتے تھے۔

آج تیسرا روز تھا۔ وہ نورہان سے نہیں مل پائی تھی۔ اسی لیے اسے سخت پریشانی ہو رہی تھی اور یہ پریشانی تب مزید بڑھ گئی جب شانزہ اپنے دیور کے لیے اس کا پیام لے کر آئی۔ منال کا دل پھٹنے کے قریب ہو گیا۔

"تم بھی پاگل ہو شانزے... سرے سے منع ہی کیوں نہ کر دیا؟" تائی نے سنا تو فوراً ڈپٹ دیا۔

"اتنا اچھا رشتہ ہے تائی۔ منع کیوں کر دیتی۔" شانزہ حیران ہی رہ گئی۔

"منال کے لیے جب گھر میں اتنا اچھا رشتہ موجود

WWW.PAKSOCIETY.COM

www.paksociety.com

ہے تو باہر کیا تک ہے۔" امی نے مسکراتے ہوئے بتایا۔

"کون... نورہان؟" وہ تو خوشی سے چلا ہی اٹھی۔

"تو اور کون بھلا" دونوں میں اتنی اچھی انڈر اسٹینڈنگ ہے۔ اٹیچ ہیں اس قدر، سچ کہوں تو سارے بڑے مل کر یہ طے کیے بیٹھے ہیں۔" تائی نے مزید انکشافات کیے۔ اندر آتی منال کے دل سے سارے خدشات دم توڑ گئے تھے۔

"منال اور نورہان کی مرضی بھی پوچھی ہے کسی نے؟" شانزہ نے یوں ہی پوچھ لیا۔

"بزرگوں کی آنکھیں چہرے پڑھ لیتی ہیں۔ تم بس اپنے دلہود کے لیے اور لڑکی دیکھو۔" امی نے اسے ہری جھنڈی دکھائی۔ وہ خوش دلی سے ہنس دی۔

☆ ☆ ☆

"کیا..." وہ رات دیر سے گھر لوٹا تھا۔ شانزہ پھر بھی اس کی منتظر تھی اور اس کے خیال میں اس نے اپنے تئیں پہلے نورہان کو ایک بہت بڑی سرپرائز نیوز دی تھی۔ لیکن اس کا ری ایکشن شانزہ کا دل دھڑکا گیا تھا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ آپ لوگوں نے ایسا سوچ بھی کیسے لیا؟" وہ تڑپ اٹھا تھا۔ بایاں گال نہ جانے کیوں جلنے لگا تھا۔

"سب بڑوں نے تم دونوں کی اٹیچ منٹ کو دیکھ کر ہی فیصلہ کیا ہے اور یقین کرو اب تو میرا بھی یہی خیال تھا کہ تم منال..."

"فار گاڈ سیک آپی۔ خود سے مفروضے گھڑ کر دو دو زندگیاں تو برباد نہ کریں۔" اس نے شانزہ کی بات مکمل نہ ہونے دی تھی۔

"ٹھیک ہے۔ میں منال کے ساتھ بہت اٹیچ ہوں۔ بچپن سے وہ مجھے اور میں اسے اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں اس سے شادی کرلوں۔ دو سال بڑی ہے وہ مجھ سے۔" وہ دلیل دینے لگا۔

"یہ اتنی بڑی بات نہیں ہے۔" شانزہ ناراض ہوئی۔

"آپ کے نزدیک نہ سہی۔ میرے نزدیک ہے۔ منال کی شادی کی عمر ہے اور میری، میرے ابھی کھیلنے کودنے کے دن ہیں۔ تیس سال تک تو میں اس جھنجھٹ کے بارے میں سوچنا بھی نہیں چاہتا۔ اور پھر وہ بھی دو سال بڑی لڑکی سے... نہیں۔" دروازے کے قریب کھڑی منال ذرا سا لڑکھڑائی تھی۔

"ہرگز نہیں۔" وہ مزید بولا تھا۔ شانزہ اس کے بعد اس سے کچھ نہ بول پائی تھی۔

☆ ☆ ☆

شانزہ کمرے میں آئی تو وہ سرہانے میں منہ دیے بیٹھی تھی۔ وہ چپ چاپ اپنے بستر کی طرف بڑھ گئیں۔

"میرے لیے بھی سرپرائز نیوز لائی ہیں آپی۔" منال کے بکھرے لہجے پہ وہ جھٹکے سے مڑی تھی۔ منال کی لال آنکھیں بتا رہی تھیں کہ وہ اس کی نورہان سے ساری بات سن چکی ہے۔ وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھی اور اسے خود میں بھینچ لیا۔

"تو کیا تم نورہان سے..." شانزہ نے دھڑکتے دل سے منال سے استفسار کیا تھا۔ جواب میں وہ پھوٹ پھوٹ کے رو دی تھی۔ دیوار کے ساتھ لگے نورہان نے اپنا گال سہلایا تھا۔

"تم ایک بار مجھے کہہ کر تو دیکھتیں۔ تم تو جانتی تھیں کہ نورہان سید، منال سید کے لیے کچھ بھی کر سکتا ہے۔ پھر اس قدر بے اعتباری کیوں؟ جب اعتبار ہی نہیں تو رشتہ کی کیا اہمیت۔"

اس رات وہ ساری رات کئی دنوں بعد سنسان سڑکوں پہ بائیک دوڑاتا رہا تھا۔ تیز... تیز تر... تیز ترین۔

☆ ☆ ☆

"یہ بھلا کیسے ہو سکتا ہے شانزے؟" امی، تائی، چچی سب ہی اس کی بات سن کر کتنے ہی لمحے تو بول ہی نہ سکے تھے اور یہ بات تھی بھی اس قدر غیر یقینی۔ نورہان،

WWW.PAKSOCIETY.COM

منال کے کس قدر قریب تھا' یہ وہ سب جانتے تھے۔
ان کو یقین تھا کہ اگر وہ ایک دوسرے کو اس طرح سے پسند نہ بھی کرتے ہوں' پھر بھی ان کو جب بڑوں کے فیصلے کا پتا چلے گا تو کم از کم بھی ان کو کوئی اعتراض نہ ہو گا۔ ان دونوں میں اس قدر انڈر اسٹینڈنگ تھی کہ وہ دونوں ایک اچھی اور خوش گوار زندگی گزار سکتے تھے۔
ان سب میں سے کسی ایک نے بھی نہ سوچا تھا کہ صرف دو سال کا عمر کا فرق ایشو بن جائے گا۔ اور ان میں سے کسی کو یہ یقین بھی ہرگز نہ تھا کہ یہ اعتراض نورہان اٹھا دے گا۔ یہ خدشہ اگر تھا بھی تو منال کی طرف۔
سب ہی شانزہ کی بات سن کر شاکڈ تھے۔
"یہ تو شکر ہے امی کہ میں نے خوشی اور جوش میں آکر نورہان سے بات کرلی۔ ورنہ اتنا اچھا رشتہ آپ لوگ ایک خواہ مخواہ کے قیاس کے پیچھے گنوا لیتے۔" شانزہ نے کہا تو۔۔۔
"میں خود بات کرتی ہوں نورہان سے۔۔۔ یقین کرو شانزے' رحمت نے تو ہمیشہ منال کو ہی بہو کے روپ میں دیکھا ہے۔ ایک ہی تو بیٹا ہے ہمارا' اتنا فیصلہ کرنے کا تو حق بنتا ہے ہمارا۔" چچی نے قطعی لہجے میں کہا۔
"میرے خیال میں یہ رشتے زور زبردستی سے اچھے نہیں رہتے چاچی۔ احسان اچھا لڑکا ہے۔ پھر میرے سسرال میں قدر ہے بہو کی۔ منال میری طرح عیش کرے گی۔ میں فی الحال ان کو ٹال دوں گی۔ مگر آپ سے یہی کہوں گی۔ اچھی طرح سوچ لیں۔ یوں پرکھے اور اچھے رشتے بار بار دستک نہیں دیتے۔" شانزے کی بات پہ تینوں خواتین نے تائیدی انداز میں سر ہلا دیا۔

٭ ٭ ٭

گھر کے مردوں تک بھی معاملہ پہنچ گیا تھا۔ وہ بھی نورہان کو سمجھانے کی کوشش کرنے لگے۔
"ہم سب نے تمہارے لیے اپنی زندگیاں وقف کردیں۔ تمہاری ذات کو اپنا محور حیات بنا لیا۔ تمہاری ہر بات پوری کی' کوئی خواہش نہیں ٹالی۔ اس سب کا یہ صلہ دے رہے ہو۔" رحمت اسے اسی لہجے میں بات لوٹا رہے تھے۔
"وہ" نورہان طنزیہ لہجے میں مسکرایا۔
"تو آپ سب مجھ سے ان محبتوں کا تاوان وصول کرنا چاہتے ہیں؟" اس کا لہجہ تلخ تھا۔
"محبتیں تاوان نہیں ہوتیں نورہان۔۔۔" رمضان کے دل کو ٹھیس سی لگی۔ البتہ ان کا لہجہ ویسا ہی شفیق رہا۔
"محبتیں تو مان بھرا ادھار ہوتی ہیں۔ کوئی اگر آپ پہ اپنی پوری کائنات نچھاور کرتا ہے تو صلے میں اگر تمہاری زندگی کے ہی بارے میں ایک فیصلہ اور وہ بھی اچھا فیصلہ کرنا چاہتا ہے تو اسے اتنا تو حق دو۔ ورنہ مان' بھروسا سب ٹوٹ جاتا ہے۔" وہ اسے اب بھی سمجھا رہے تھے۔
"میں پھر بھی یہ کہوں گا۔ میں معذرت چاہتا ہوں۔ آپ سب کی محبتوں کا یہ ادھار میں چکانے سے رہا۔" وہ تیز لہجے میں بول گیا۔
"نورہان۔" رحمت چلاتے ہوئے اس کی طرف بڑھے تھے کہ رمضان نے ان کو روک لیا۔
"چھوڑو رحمت یہ ٹھیک کہہ رہا ہے میرے خیال میں اس قسم کے فیصلے زبردستی میں نہیں کیے جاتے۔ شانزہ جو رشتہ منال کے لیے لائی ہے وہ بھی کم نہیں۔" نورہان ان کی بات پہ چونکا پھر تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔ رحمت ڈھے سے گئے تھے۔

٭ ٭ ٭

اس رات وہ ایک دوست کے گھر رہا تھا۔ صبح گھر پہنچا تو سامنا شانزہ آپی سے ہوا۔ وہ حیران ہوا کیونکہ ویک اینڈ کے علاوہ کبھی ادھر کا رخ نہیں کرتی تھیں۔ دوسری طرف شانزہ بھی اسے دیکھ کر حیران ہوئی تھی۔ رف سے حلیے میں بڑھی ہلکی شیو اور سرخ انگارہ آنکھیں' وہ کہیں سے بھی پرانے والا ایکٹیو اور خوش باش نورہان نہیں لگ رہا تھا۔ شانزے کا دل۔۔۔ کسی نے مٹھی میں بھینچ لیا۔
"شانزہ آپی۔ آپ آج یہاں کیسے؟" مسکراتے

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہوئے اس نے فوراً" اپنی حیرت کا اظہار بھی کر دیا تھا۔

"امی نے بلایا تھا۔ منال کے لیے بات کرنا تھی کوئی ضروری۔" وہ بغور اس کا جائزہ لیتے ہوئے بولی۔ نورہان کا دل ڈوبا۔

"تم ٹھیک ہو؟" شانزہ کے لہجے میں اس کے لیے فکر بول رہی تھی۔ اور وہ سب لوگ ایسے ہی تھے۔ پر خلوص، محبت کرنے والے۔ وہ ایک دوسرے کی کمزوری کی بجائے طاقت بنا کرتے تھے۔ دوسرے کے لیے سہولت خود پیدا کر دیتے تھے۔ نورہان کو دل ہی دل میں شرمندگی نے گھیرا۔ اس کے اس قدر سخت رویے کے باوجود کوئی اس سے ناراض نہیں ہوا تھا۔ سب اس کی اب بھی اس طرح کیئر کرتے تھے۔ سوائے منال کے جیسے پہلے وہ خود کو پس منظر میں دھکیل رہا تھا۔ اور اب وہ خود منظر سے بالکل غائب ہو گئی تھی۔ اس نے بھی شاید نورہان کی خواہش جانتے ہوئے اس کے لیے آسانی کی تھی۔

"میں ٹھیک ہوں۔ آپ پلیز پریشان نہ ہوں۔" نورہان کو اچھا نہیں لگا۔

"خیر تم اب اپنا حلیہ درست کر لو۔ اب تمہیں کوئی تنگ نہیں کرے گا۔ پتا ہے امی کہہ رہی تھیں کہ میں اپنے سسرال والوں کو آنے کا عندیہ دے دوں۔ احسان تو چٹ منگنی پٹ بیاہ کا کہہ رہا ہے۔ دعا کرو۔ بس جو بھی ہو اچھا ہو۔" شانزہ اسے جوش سے بتاتے واپس مڑی تھی۔

"آپی۔" اس نے پکارا۔ شانزہ پلٹی۔ "جی"

"منال خوش ہے؟" وہ نظریں نہ اٹھا پایا تھا۔

"ہے نہیں تو بھی ہو جائے گی۔ میں احسان کو جانتی ہوں۔ وہ اسے خوش ہی رکھے گا۔" شانزہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور اندر چلی گئی۔ نورہان کی آنکھیں کیوں جلنے لگیں یہ اسے خود بھی معلوم نہ تھا۔

☼ ☼ ☼

وہ بائیک پہ چند دوستوں کے ساتھ یونیورسٹی روڈ پر مستی کرنے آیا تھا۔ جب اسٹاپ پہ منال اسے نظر آئی تھی۔ آج اس کی وین نہیں آئی تھی۔ تب ہی شاید بس کا انتظار کر رہی تھی۔ وہ دوستوں سے ایکسکیوز کرتا منال کی طرف بائیک لے آیا۔

"آ جاؤ۔ میں چھوڑ دیتا ہوں منال۔" اس نے نرمی سے اسے مخاطب کیا۔ منال نے ایک نظر اس پہ ڈالی اور چہرہ موڑ لیا۔ اس کی متورم آنکھوں کو دیکھ کر نورہان کے دل کو کچھ ہوا تھا۔

"کم آن منال... یوں روڈ کنارے تم مجھے بالکل بھی اچھی نہیں لگتیں۔"

"اچھی بات ہے۔" منال نے جیسے مکھی اڑائی۔

"کبھی میری بات بھی مان لیا کرو۔" اسے غصہ آنے لگا تھا۔

"جاؤ رہان۔ میرا تماشا نہ بناؤ۔" منال نے اردگرد موجود لڑکے لڑکیوں کو اپنی طرف متوجہ ہوتے دیکھ کر اسے غصے سے کہا۔ وہ لب کچلتا اسے دیکھے گیا۔

"نورہان۔" تب ہی کوئی لڑکا تیزی سے بائیک اڑاتا۔ نورہان کو پکارتا ان کے قریب سے گزرا تھا۔

"آؤ یار۔ ویلنگ کا اصلی مزا تو رش روڈ پہ ہی آتا ہے۔" قدرے دھیمی رفتار سے پاس سے گزرتے بائیک پہ بیٹھے اس لڑکے نے بھی اسے مخاطب کیا تھا۔ منال کو اور غصہ آنے لگا۔

"جاؤ نہ۔ مزے سے اپنی اور کئی دوسری زندگیاں خطرے میں ڈالو۔" وہ ایک ایک لفظ چبا کر بولی۔ نورہان نے ایک نظر اسے دیکھا۔ ہیلمٹ چڑھائی اور زن سے بائیک آگے بڑھا دی تھی۔ یہ ون وے روڈ تھا۔ دونوں طرف سے ٹریفک خاصی زیادہ تھی۔ اور اس قدر رش روڈ پر وہ دھویں کی طرح اڑا جا رہا تھا۔ منال نے آنکھیں بند کر لیں۔ اس کے لب خود بخود کوئی ورد کرنے لگے۔ تب ہی کوئی بائیک اس کے قریب رکی تھی۔ اس نے آنکھیں کھولیں۔ وہ نورہان تھا۔

"ڈرو نہیں۔" وہ مسکرایا۔ اس کے نچلے ہونٹ پہ ننھا سا تل بھی مسکرا دیا تھا۔

"مروں گا نہیں۔" اس کی گہری براؤن آنکھوں میں شرارت تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

"تم مر بھی جاؤ تو کسے پرواہے نوریان....." اس نے زندگی میں شاید پہلی بار اس کا مکمل نام لیا تھا۔ بچپن میں اس کا پورا نام نہ لے سکنے کی وجہ سے وہ اسے صرف ہان کہہ کر پکار لیتی تھی۔ رفتہ رفتہ یہ اس کی عادت بن گیا۔ اور نوریان بھی عادی ہو گیا تھا۔ تب ہی اس وقت پورا نام سن کر اس کے ہونٹوں سے چھٹی مسکراہٹ ایک پل میں رخصت ہوئی تھی۔

"مجھے تو بس صرف ان کی فکر ہے۔ جن کی زندگی تمہاری سانسوں سے جڑی ہے۔"

اس کی بس آگئی تھی۔ وہ اس پہ ایک نگاہ غلط ڈالے بغیر بس پہ چڑھ گئی تھی۔ نوریان کچھ دیر وہیں رکا تھا۔ پھر تیز اسپیڈ سے اس کی بس کے ہمراہ ہوا تھا۔ وہ بائیک کو ہوا میں اچھالتا، کبھی خود ہوا میں جھول آتا، بائیک کو ہوا میں اٹھا کر کتنے ہی چکر کاٹ لیتا۔ وہ مسلسل اس کی بس کے ساتھ یا سامنے ہی یہ کرتب دکھا رہا تھا۔ شاید وہ اسے زچ کر رہا تھا۔ منال کی آنکھیں بھیگنے لگیں۔ بس میں بیٹھا ہر شخص اسے ملامت کر رہا تھا۔

نوریان کی بائیک کی رفتار آہستہ ہوئی۔ بس آگے نکل گئی۔ منال نے مڑ کر اسے دیکھنے کی کوشش نہ کی تھی۔ ذرا دور جاکر نوریان کی بائیک اس کی کھڑکی کے قریب آئی تھی۔ منال نے ناراض نظر ڈال کر چہرہ موڑ لیا تھا۔ نوریان آگے بڑھتا چلا گیا تھا۔ گاڑیوں کے ہجوم میں وہ اس کی آنکھوں سے اس بار مکمل اوجھل ہوا تھا۔ اس نے نم پلکیں موند کر سیٹ کی پشت سے ٹیک لگالی۔

☼ ☼ ☼

رات گہری ہونے لگی تھی اور سرد بھی۔ آج دھند بھی سر شام اتری تھی۔ اس نے ٹیرس سے نیچے دیکھنے کی کوشش کی، مین گیٹ اور چوکیدار کی کوٹھڑی پہ جلتے لائٹ بلب ہی ٹمٹماتے نظر آپائے۔ باقی تو ہر چیز دھند کی لپیٹ میں تھی۔ وہ گرم شال لپیٹتی نیچے چلی آئی۔ گھر کے سب ہی نفوس شاید سونے کے لیے جا چکے تھے۔ وہ باہر لان میں نکل آئی، پھر گیراج کے اس حصے کی طرف جہاں وہ بائیک کھڑی کرتا تھا۔

"اللہ کرے آج وہ گھر پر ہو۔" وہ دعا مانگتی اس طرف آئی۔ بائیک اپنی جگہ پر نہیں تھی۔ اس کا دل ڈوبا پھر اسے غصہ آنے لگا۔ وہ کتنا کہتی تھی اپنے بڑوں کو شام کے بعد نوریان کو باہر جانے کی اجازت نہ دیں۔

"تمہیں کیا پرابلم ہے۔ دوستوں کے ساتھ ہی تو جاتا ہے۔" سب سے پہلے تو شانزہ آپی نے اس کی حمایت کی تھی۔

"پھر سب کے سب اچھی فیملیز کے ہیں، اچھی طرح جانتے ہیں تمہارے تایا ابو ان کو۔" امی نے بھی بھتیجے کی سائیڈ لی تھی۔

"اس کے دوست بھی تو کئی دفعہ رات یہیں رک جاتے ہیں۔ تم فکر مت کیا کرو بیٹا۔ بڑا ہونے دو اس کو۔" تایا ابو بھی مسکراتے ہوئے اس کی فکر دور کرتے، مگر اس کی فکر دور ہو تب نہ۔ وہ غصے سے بڑبڑاتی اندر کمرے میں آگئی تھی۔ اس نے قالین پہ پڑے جائے نماز کو ایک نظر دیکھا۔ صبح کے واقعے کے بعد وہ جس قدر غصے میں تھی۔ اس وقت نوریان کی غیر موجودگی نے اسے مزید بدظن کر دیا تھا۔ اس نے نم چہرہ صاف کیا اور بیڈ پر آگئی۔

"نہیں نوریان! میں تمہارے لیے اپنی دعا ضائع نہیں کروں گی۔" کہتے ہوئے اس نے سختی سے آنکھیں رگڑی تھیں۔

آج اس نے دعا نہیں کی تھی اور بیڈ پہ لیٹ گئی۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ پرسکون ہو چکی تھی۔

☼ ☼ ☼

وہ شہر سے کافی دور نکل آیا تھا۔ سڑک سنسان تھی۔ اس نے ایک جگہ بائیک روکی۔ ہیلمٹ اتاری کچھ دیر یوں ہی سرد ہوا اپنے اندر جذب کرتا رہا۔

"تم مر بھی جاؤ تو پروا کسے ہے۔" کوئی اس کے کانوں میں چلایا تھا۔

"وہ کہتی ہے ہیری، میں مر بھی جاؤں تو اسے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔" اس نے مسکراتے ہوئے اپنی

WWW.PAKSOCIETY.COM

بائیک پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ یوں جیسے واقعی وہ اسے سن رہی ہو۔

"ایسا ہے تو ایسا سہی منال سید۔" وہ مسکرایا اور دوبارہ بائیک پہ بیٹھ گیا۔

"بس دعا ہے۔ اتنی سانسیں بچ جائیں۔ ایک بار دیکھ بھی لوں اپنی آنکھوں سے۔ تمہیں واقعی پروا نہیں ہے یا۔" اس نے بائیک اسٹارٹ کی۔ لمبی سانس لی۔

"جب کہ مجھے یقین ہے تم میری طرف ہی لوٹو گی۔ دوڑتی چلی آؤ گی۔ منال سید کو نوربان کے علاوہ کوئی مکمل کر ہی نہیں سکتا۔" اس نے زن سے بائیک آگے بڑھائی تھی۔ ہوا اور دھند نے سارے منظر دھندلا دیے تھے۔ اسے کچھ بھی نظر نہیں آرہا تھا' لیکن وہ کرتب دکھاتا آگے بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ اس کی بائیک ایک کھڑے ٹرک میں جا لگی تھی۔ گہری تاریکی میں ڈوبتے ذہن میں آخری شبیہ بلاشبہ منال کی ہی تھی۔

☼ ☼ ☼

"منال... منال... اٹھو۔" رات کا نہ جانے کون سا پہر تھا۔ جب کسی نے چیختے ہوئے اسے جھنجھوڑ ڈالا تھا۔ وہ ہڑبڑا کر اٹھی تھی' اس نے دیکھا۔ وہ عائزہ تھی۔ اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ منال کا دل تیز تیز دھڑکنے لگا۔

"کیا ہوا ہے عائزہ آپی۔ خیر تو ہے نہ؟" وہ کانپتے لہجے میں بولی تھی۔

"تم جلدی سے چادر سویٹر لے کر نیچے آجاؤ۔ سب پتا چل جائے گا۔" وہ تیز لہجے میں کہہ کر واپس پلٹ گئی۔ منال سے تو ہلنا محال ہو گیا' بڑی مشکل سے گرم کوٹ لیا' چادر لپیٹی اور منہ ہاتھ دھوئے بغیر ہی نیچے آگئی۔ نیچے ابو' امی اور عائزہ اور تائی امی اس کے انتظار میں بیٹھے تھے۔

"جلدی چلو سب۔" اس پہ نگاہ پڑتے ہی فضل الٰہی تیزی سے باہر نکلے تھے۔ سب نے ان کی پیروی کی تھی۔ وہ بت بنی کھڑی رہی۔ امی نے اس کا ہاتھ پکڑا اور تقریباً" ساتھ گھسیٹتے ہوئے باہر لے گئیں۔ کسی انہونی نے الارم دینا شروع کر دیا تھا اس کے اندر۔

"عائزہ آپی۔ پلیز بتائیں ہوا کیا ہے؟" وہ صحیح سے بول بھی نہ پا رہی تھی۔

"نوربان۔" عائزہ نے بھی بمشکل لفظ ادا کیا۔ منال کا دل ڈوب کے ابھرا تھا۔

"نوربان کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔ وہ بہت زخمی ہے۔" عائزہ سسک پڑی تھی اور منال سیٹ کی پشت پہ ڈھے سی گئی تھی۔

☼ ☼ ☼

نوربان کی کنڈیشن سیریس تھی۔ اس کے تقریباً" تمام جسم پر ہی شدید چوٹیں آئی تھیں۔ رات سے اگلی رات لوٹ آئی تھی' مگر نوربان نے ابھی تک آنکھ نہ کھولی تھی۔ چار گھنٹے کے طویل آپریشن کے بعد اسے آئی سی یو میں رکھا گیا تھا۔ رمضان اور رحمت نے سب گھر والوں کو واپس بھیج دیا تھا۔ شائزہ البتہ اب بھی ان کے پاس تھی۔ اسے صبح اطلاع دی گئی تھی اور وہ تب سے وہاں تھی۔

پولیس اور اب تک ملنے والی رپورٹس کے مطابق نوربان کا ایکسیڈنٹ سنسان سڑک پہ ہوا اور اس میں سارا قصور سراسر نوربان کا ہی تھا۔ نزدیکی ڈھابے والوں نے بھی اس لڑکے کو پاگل گردانتے ہوئے بیان دیا تھا کہ وہ یوں اندھوں کی طرح تاریکی میں بائیک چلا رہا تھا جیسے مرنے کے ارادے سے آیا ہو۔ اس کی بائیک کی چنگھاڑ نزدیکی گاؤں کے لوگوں نے بھی سنی تھی اور ایکسیڈنٹ کی خطرناک آواز سن کر ہی وہ سب اس شدید سرد موسم میں بھی اس کی مدد کے لیے باہر نکل آئے تھے' یہ ان ہی کی بدولت تھا کہ نوربان بدترین سہی مگر سانسیں تو لے رہا تھا۔

اسے بے ہوشی میں دو دن گزر چکے تھے' مگر بڑھتے سمے کے ساتھ وہ ول پاور استعمال کر رہا تھا' لاشعوری طور پہ ہی سہی وہ واپس لوٹنا چاہ رہا تھا اور ڈاکٹرز اس سے بے حد مطمئن تھے۔ اس کی سانسیں چل رہی تھیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

اور اس کے گھر والوں کی امید اور زندگی۔

ڈاکٹرز بتا چکے تھے کہ اس کی مکمل صحت یابی ایک معجزہ ہی ہوگا۔ اس کے بازو، کمر اور ٹانگیں اس قدر متاثر تھیں کہ ڈاکٹرز زیادہ پرامید نہ تھے، ان کے مطابق پچھتر فیصد چانسز تھے کہ نورہان ایک معذور زندگی ہی جی سکتا تھا۔ بالکل مکمل صحت مند زندگی اب صرف ایک معجزہ تھی، لیکن ان کی ساری فیملی مطمئن تھی۔ وہ معجزوں پہ یقین رکھتے تھے۔ نورہان کی پیدائش بھی تو اک معجزہ ہی تھا ان کے لیے اور انہیں اللہ پر یقین تھا وہ سب اچھا کردے گا۔ وہی تو مسبب الاسباب ہے۔

☆ ☆ ☆

منال اس رات کے بعد اسپتال نہیں گئی تھی۔ اس کی ہمت ہی نہیں ہوئی تھی۔ آئی سی یو کے سفید شیشے کے پار اس سفید پٹیوں میں جکڑے بے جان وجود کو دیکھنے کی اور ان دو دنوں اور راتوں میں وہ صرف دعا کرتی رہی تھی۔

اسے بار بار پچھتاوا ہونے لگتا۔ اس دن اس نے ضد کیوں کی۔ نورہان تو تھا ہی ضدی۔ اس نے کیوں دعا کا دامن چھوڑ دیا۔ اسے یقین تھا، وہ دعا کرتی تو اس رات بھی وہ بخیر و عافیت گھر پہنچ آتا۔ چاہے کتنی ہی ضد کرتا، خطرناک کرتب دکھاتا، اس کی دعا ضرور اسے بچا لیتی۔ جو بھی اسپتال سے آتا۔ اس کا حال پوچھتی۔ بہتری کا سن کر دعا کی شدت اور بڑھ جاتی۔ انہی دنوں میں اس نے خود سے ایک مرتبہ پھر اعتراف کیا تھا۔ منال سید ہر حال میں صرف نورہان کے لیے ہی جیتی تھی۔

آج پانچواں روز تھا۔ قوی امید تھی کہ آج اسے ہوش آجاتا۔ اس دن سب کا دل معمول سے کچھ زیادہ تیز دھڑک رہا تھا۔

"اسے ہوش میں آنے دو۔ اچھی طرح خبر لوں گا۔" اتنے دن سے گم صم رحمت میں جان آئی تھی۔

"غلطی صرف اس کی نہیں۔" رمضان دھیمے لہجے میں بولے۔

"قصور ہمارا بھی ہے۔ منال اسے اچھی طرح جانتی اور سمجھتی تھی۔ بار بار ہمیں وارن کرتی رہی۔ اسے ٹوکتی رہی۔ ہم سب اس بے چاری کو بھی نظرانداز کرتے رہے۔ اس نقصان میں ہم سب برابر کے ذمہ دار ہیں۔" ان کی بات میں وزن تھا۔ تب ہی رحمت الٰہی نے مزید کوئی بات نہیں کی تھی۔

دعائیں قبول ہوئیں۔ شام کے پانچ بجے تھے جب نورہان نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ نورہان کے گھر میں سب کو نئی زندگی ملی تھی۔ نورہان کو اسی رات کمرے میں شفٹ کردیا گیا تھا۔

☆ ☆ ☆

نورہان کو ہوش تو آگیا تھا، مگر ابھی بھی وہ ہوش و بے ہوشی کے بیچ میں رہتا۔ آنکھیں کھلی رہتیں، پھر بھی وہ سامنے کے منظر کو سمجھنے میں ناکام رہتا۔ ڈاکٹرز کے مطابق اس کا ذہن ابھی مکمل طور پہ بیدار نہیں ہوپا رہا۔ منال ابھی تک اسپتال نہیں گئی تھی۔ آج امی ضد کرکے اسے لے کر آئی تھیں۔ وہ کانپتے پیروں سے نورہان کے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔ نورہان کے ماتھے سے لے کر ٹھوڑی تک سارے چہرے پہ جا بجا چھوٹے پلاسٹر لگے تھے۔ باقی پورا جسم سفید پٹیوں میں جکڑا تھا اس کے خوب صورت چہرے کا یہ حال دیکھ کر منال کا دل رونے لگا۔ تب ہی اس نے نورہان کی پلکوں کو لرزتے دیکھا، وہ ایک مرتبہ پھر جاگ رہا تھا۔

"جاگ جاؤ ہان۔ تمہاری آنکھیں بند تو بالکل بھی پیاری نہیں لگتیں۔" وہ نم لہجے میں اسے پکار کر بولی تھی۔ نورہان نے دھیرے سے آنکھیں کھول دیں۔

"منا... نا... نال۔" اس کی آنکھوں میں اس کا عکس کس قدر گہرا تھا۔ دھندلائی سی آنکھوں میں روشنی بکھرتی چلی گئی تھی۔ وہ منال کو پہچان چکا تھا۔ اسے مکمل ہوش آگیا تھا۔

"امی۔ بابا..." وہ روتے ہوئے چلادی تھی۔ گم صم سے تینوں افراد تیزی سے اس کی طرف لپکے۔ نورہان

اب انہیں دیکھ رہا تھا۔
"ام... م... امی۔" وہ درد کی وجہ سے شاید بول نہیں پا رہا تھا۔ ماں نے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے اس کی بلائیں لے لیں۔
"نورہان..." رمضان اپنے آنسوؤں پہ قابو نہ پا سکے۔ منال نے ان کے کندھے تھام کر ان کو تسلی دی۔
"ایسا کیوں کیا تم نے ہمارے ساتھ نورہان..." رحمت اس وقت بھی اپنی طبیعت اور غصے پہ قابو نہ رکھ سکے تھے۔ اسے شعور میں دیکھتے ہی وہ چلا اٹھے تھے۔ اتنے دنوں کی جاگی' مرجھائی آنکھوں میں نمی تیر رہی تھی۔
"ہماری محبت' مان' بھروسے کا تم یہ صلہ دو گے۔ میں تو مر کر بھی سوچ نہیں سکتا تھا۔"
"بس کرو رحمت۔ اس کی حالت تو دیکھو۔" تائی امی نے انہیں ٹوکا۔
"اس کی اس حالت کے ذمہ دار ہم نہیں ہیں بھابھی۔ اس حالت کا ذمہ دار یہ خود ہے۔ کتنی بار اخباروں میں پڑھا' ٹی وی پر سنا کہ کچھ من چلوں نے ون ویلنگ جیسے خطرناک کام میں جان گنوا دی... اور میں ان پہ کتنی لعنت ملامت کرتا' اس بات سے بے خبر کہ میرا اپنا بیٹا روزانہ اپنے ساتھ ساتھ کئی بے گناہ لوگوں کی زندگی خطرے میں ڈال دیتا ہے۔" بھائی بھابھی روکتے ہی رہ گئے' مگر رحمت بولتے چلے گئے۔
"تم نے' تم نے منال کو ٹھکرایا تھا نہ۔ صرف دو سال کی عمر کے فرق کے لیے اب اپنی حالت دیکھو... کون کرے گا تم سے شادی... ایک اپاہج اور زخم زدہ چہرے والے انسان سے شادی..."
"رحمت پلیز۔" رمضان ان کو باہر کی طرف کھینچنے لگے۔
"تم نے مجھے سب کے سامنے شرمندہ کر دیا نورہان..." وہ روتے ہوئے باہر نکل گئے تھے۔ رمضان اور ان کی بیوی بھی ان کے پیچھے لپکے تھے۔ منال نے دیکھا' نورہان چھت کو گھور رہا تھا۔ اس کی دائیں آنکھ سے ایک آنسو ٹپکا اور لڑھکتا چلا گیا۔ منال نے دھیرے سے وہ آنسو اپنی انگلیوں کی پوروں پہ چن لیا۔ نورہان کی روح تک میں ٹھنڈک اتر گئی۔ اس نے عجیب اداس نظروں سے منال کو دیکھا تھا۔ وہ سسکتی باہر نکل گئی تھی۔

☼ ☼ ☼

اس دن کے بعد وہ پھر اسپتال نہیں گئی تھی۔ جو بھی تھا۔ ابھی بھی وہ نہ صرف نورہان سے خفا تھی بلکہ غصہ بھی تھی۔
آج پورے تین ہفتے بعد وہ گھر آ رہا تھا۔ اس کی حالت اس قدر بہتر تھی کہ اسے اسپتال سے گھر شفٹ کیا جا رہا تھا' لیکن اگلے چھ ماہ تک اسے بیڈ ریسٹ پہ ہی رہنا تھا۔ وہ صبح سے اس کے کمرے کی صفائی میں جتی تھی۔
"میں کچھ مدد کروا دوں۔" شانزہ نہ جانے کب گھر آئی تھی۔ اسے یہاں مصروف دیکھ کر پوچھا۔
"نہیں آپی۔ آپ اوپر امی لوگوں سے مل لیں' میں تب تک کام نمٹا کے ابھی آتی ہوں۔ بس ذرا سا ہی کام رہ گیا ہے۔" وہ بیڈ کی چادر بدلتے ہوئے بولی۔ شانزہ سر ہلا کر مڑنے لگی۔
"آپی۔" منال نے ایک دم سے پکار لیا۔
"جی۔" وہ مڑی۔
"وہ کیسا ہے؟" منال کی آواز کمزور تھی۔
"ویسا ہی ہے۔ اب تو جیسے بولنا ہی بھول گیا ہے۔" شانزہ کی آواز میں اداسیاں بھرنے لگیں۔ "سارا دن میں اس سے بات کرتی رہی۔ اس کے بولنے کی منتظر رہی۔ پر وہ خاموش ہی رہا۔" منال کا دل خراب ہوا۔
"بس آتے وقت تمہارا پوچھا کہ منال بزی ہو گی تب ہی نہیں آئی۔" منال کا دل دھڑکا۔
"میں نے کہا۔ شاید تمہارا کمرہ وغیرہ سیٹ کر رہی ہو۔ امتحان بھی ہیں اس کے۔"
"اس نے کیا کہا پھر۔" منال بے اختیار پوچھ بیٹھی۔
"کہہ رہا تھا منال کو تیاری کی کیا ضرورت۔ یوں ہی

جا کر بیٹھ جائے ہال میں۔" وہ بتاتی گئیں۔ منال مسکرا دی۔

"اچھا میں چاچی کو مل کے آتی ہوں۔ تم پلیز ایک کپ چائے بنا دینا۔"

"میں ابھی لاتی ہوں۔" منال نے فوراً" کہا اور ان کے ساتھ ہی کمرے سے باہر نکل آئی۔

☆ ☆ ☆

یہ اس کی ول پاور ہی تھی کہ وہ بہت تیزی سے ری کور کر رہا تھا۔ ڈاکٹر اس کی ری کوری سے خاصے مطمئن اور خوش تھے۔ اس کے سارے کاموں کی ذمہ داری نایا' بابا اور چاچا نے مل کر سنبھال لی تھی۔ مختلف قسم کی ایکسر سائزز' اس کی دوسری بنیادی ضروریات' سب کا خیال رکھتے' بہترین کیئر کی وجہ سے وقت سے پہلے وہ بیٹھنے کے قابل ہو گیا تھا۔ کمر اور گردن کا پلاستر بھی اتر گیا تھا۔ صرف ٹانگوں کے فریکچر ابھی مکمل طور پہ کور نہیں ہو پائے تھے۔ ڈاکٹرز نے احتیاطاً" ابھی اسے بیٹھنے اور وہیل چیئر استعمال کرنے سے روک دیا' لیکن اس سے صبر نہیں ہو پا رہا تھا۔ پچھلے دو ماہ سے اس نے منال کو نہیں دیکھا تھا۔ وہ بھول کر بھی اس کے سامنے نہیں آئی تھی اور اس کے دل کو قرار نہیں آ رہا تھا۔

آج صبح سے گھر میں خاصی چہل پہل محسوس ہو رہی تھی۔ اوپر سے کوئی کمرے میں بھی نہیں آ رہا تھا کہ وہ پوچھ ہی لیتا۔ اس نے ذرا سا ہاتھ کی مدد سے ایک ٹانگ کو حرکت دینا چاہی۔ درد کی تیز لہر اٹھی۔ وہ سسکاری بھر کر رہ گیا تب ہی شانزہ اندر آئی تھی۔

"یہ کیا کر رہے ہو نوربان۔" وہ تڑپ کے چلائی۔

"ڈاکٹرز نے کہا بھی ہے کہ کتنی احتیاط کی ضرورت ہے' ذرا سی غلطی تمہیں ساری عمر کے لیے اپاہج کر سکتی ہے۔" وہ اس کی ٹانگوں پہ کمبل ڈالتے ہوئے سخت لہجے میں بولی۔

"ڈاکٹرز نے یہ بھی کہا ہے کہ میرے چلنے کے صرف ففٹی ففٹی ہی چانسز ہیں۔" وہ تلخی سے مسکرایا۔

"جو احتیاط سے بڑھ سکتے ہیں۔ او کے۔ اور انہوں نے تمہاری کمر اور بیٹھنے کے متعلق بھی تو یہی کہا تھا نا۔" شانزہ مسکرائی۔

"خیر۔ یہ اوپر اتنی ہلچل کیوں ہے؟ کوئی آیا ہے کیا؟" اسے اصل بات یاد آئی۔

"ہاں۔" شانزہ خاموش سی ہو گئی۔

"احسان اور ان کی امی ہیں۔ تمہیں پوچھنے آئے ہیں۔"

"منال کہاں ہے؟" وہ پوچھ بیٹھا اس کا سوال اس قدر اچانک تھا کہ شانزہ چونکے بنا نہ رہ سکی۔

"احسان کو پیچھے کی طرف لان دکھانے گئی ہے' امی نے کہا تو......"

"آپی لائٹ آف کر دیں' مجھے سونا ہے۔" وہ اس کی بات کاٹ گیا۔ شانزہ مزید چونک گئی۔

"تم ٹھیک ہو؟" وہ پریشان ہوئی۔

"پلیز آپی۔" وہ لیٹ گیا تھا۔ شانزہ خاموشی سے لائٹ آف کر کے نکل گئی تھی۔ نوربان نے غصے سے سائیڈ ٹیبل پہ رکھی امپورٹڈ واچ اٹھا کر کھینچ ماری تھی جو پچھلے باغ میں کھلنے والی کھڑکی کراس کر گئی تھی اور احسان کے ساتھ وہاں سے گزرتی منال کے پاؤں میں جا گری تھی۔ اس نے حیرت سے وہ گھڑی اٹھائی اور احسان سے معذرت کرتی اندر چلی آئی۔

تھوڑی دیر بعد ہی نوربان نے شانزہ کو دوبارہ آتے دیکھا تھا۔ اس نے کھڑکی بند کی اور گھڑی سائیڈ ٹیبل پہ رکھ دی۔ وہ حیران ہوا۔

"یہ کہاں سے ملی ہے آپ کو۔" وہ پوچھے بنا نہ رہ سکا۔

"منال نے دی ہے کہ تمہیں دے دوں۔"

"وہ خود کہاں ہے؟" وہ بے اختیار ہوا۔

"سونے چلی گئی۔" شانزہ کے بتانے پہ اس نے مطمئن سانس لی۔ وہ جانے لگی تو اس نے دوبارہ پکار لیا۔

"آپی۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

"جی۔"

"آپ کے گھر والوں نے منال کے بارے میں کوئی بات کی؟"

"نہیں۔ تمہارے ساتھ اتنا بڑا حادثہ ہوا۔ وہ یہ ذکر چھیڑ بھی کیسے سکتے تھے پاگل۔" شانزہ مسکرائی۔

"ویسے سچ میں نورہان۔۔۔ منال اور تمہارے بارے میں میرا دل بھی یہی کہتا ہے کہ تم دونوں۔۔۔"

"منال مجھ سے ملنے نہیں آتی؟" اس نے ایک مرتبہ پھر اس کی بات کاٹ دی تھی۔

"ناراض ہو شاید تم سے۔ ٹھیک ہو جاؤ تو منا لینا۔" شانزہ نے مسکرا کر کہتے ہوئے باہر نکلنے لگی۔

"آپی! منال کو کہنا نورہان سید کو منانا نہیں آتا۔" اس نے تکیہ منہ پہ رکھتے ہوئے کہا تھا۔ شانزہ اس کے معصوم انداز پہ مسکرا دی تھی۔

☼ ☼ ☼

"تم اتنے دن سے نورہان سے نہیں ملیں۔" شانزہ نے فراغت پاتے ہی اسے جا پکڑا۔

"ہاں۔ تو۔" کمال بے نیازی سے جواب آیا۔ وہ لیپ ٹاپ سامنے رکھے کوئی فائل کھولے بیٹھی تھی۔

"تمہیں اس سے مل لینا چاہیے تھا۔ ڈاکٹرز پتا ہے کیا کہہ رہے تھے۔"

"وہ ٹھیک ہو جائے گا۔" منال یوں ہی کام میں مصروف اس کی بات کاٹ گئی۔

"تمہیں کیسے پتا؟" شانزہ نے پوچھا۔

"میں دعا کر دیتی ہوں اس کے لیے۔" سادہ سا لہجہ۔۔۔

"اس کے زخم خراب ہو رہے ہیں منال؟" شانزہ نے کہا تو وہ چونک کے سیدھی ہوئی۔

"کل اسے ہلکا سا ٹمپریچر تھا۔ ڈاکٹرز کہہ رہے تھے۔ کچھ بے احتیاطی ہوئی ہے۔ مسلسل ٹانگ نے حرکت کی ہے، جس کی وجہ سے کچے خلیے کھنچ جانے کی وجہ سے زخم کچے اور خراب ہو گئے ہیں۔ انفیکشن بڑھ گیا تو نورہان کے چلنے کے چانسز اتنے ہی مدھم ہو سکتے ہیں۔"

"تنی کیئر کے باوجود۔۔۔ یہ کیسے ممکن ہے؟"

"بابا کہہ رہے تھے وہ رات کو نیند میں بے چین رہتا ہے، تب ہی یہ بے احتیاطی ہو جاتی ہے۔" شانزہ مزید بتانے لگی۔

"ڈاکٹرز تو کہہ رہے تھے انفیکشن بڑھ گیا تو خدانخواستہ ٹانگیں ہی۔۔۔" وہ بتا نہ سکی۔

"اس کو ہم میں سے کسی پہ ذرا برابر ترس نہیں آیا۔" منال کے لہجے میں ناراضی چھلک پڑی۔

"تم ناراض ہو اس سے۔"

"بہت سخت۔" وہ سخت لہجے میں بولی۔

"اس نے ایک پیغام دیا تھا۔" وہ چونکی۔

"کہ نورہان سید کو منانا نہیں آتا۔" شانزہ مسکرائی۔

"تو۔۔۔" منال دوبارہ لیپ ٹاپ پر مصروف ہو گئی۔

"تو مان جاؤ یار۔"

"اسے بھی کہہ دیں۔ منال سید کو یوں مان جانا نہیں آتا۔" اس نے صاف جواب دیا تھا۔ شانزہ منہ بنا گئی تھی۔

☼ ☼ ☼

"امی۔" وہ کمرے میں آئی تو امی نماز پڑھ کر تسبیح میں مشغول تھیں۔ اسے دیکھ کر سر ہلا کر جواب دیا، وہ ان کے پاس ہی قالین پہ بیٹھ گئی۔

"مجھے آپ سے ضروری بات کرنی تھی۔"

"ہاں ہاں۔ کہو بیٹا۔"

"امی۔ مجھے احسان سے شادی نہیں کرنی۔" اس نے قوت جمع کر کے بالآخر کہہ ہی دیا تھا۔ وہ کچھ دیر خاموش اس کا چہرہ تکتی رہیں۔

"سچ کہوں تو میرا اور تمہاری تائی، چاچی کسی کا بھی دل اس رشتے پہ راضی نہیں، لیکن احسان جیسے اچھے لڑکے کو رد کرنا بھی عقل مندی نہیں۔۔۔ پھر ابھی تک کچھ امید تھی، لیکن اب تو اس کی حالت کا کچھ پتا نہیں خدانخواستہ اگر وہ مکمل طور پہ اپاہج ہو گیا تو۔۔۔" ان کے

WWW.PAKSOCIETY.COM

www.paksociety.com

لہجے میں مایوسی تھی۔

"آپ کو یاد ہے امی۔۔۔ بچپن میں جب مجھے خسرہ ہوا تھا۔ میرا سارا چہرہ دانوں سے بھر گیا تھا۔ کس قدر بھیانک تھا وہ سب کچھ اور آپ مجھے لگائے کتنا روتی تھیں کہ اگر میرا چہرہ بگڑ گیا تو مجھے کون اپنائے گا۔ کون مجھ سے محبت کرے گا۔" اس نے ماں کو یاد دلایا۔

"تب ہان نے ہی کہا تھا کہ وہ مجھ سے شادی کرے گا۔" وہ مسکرائی تھی۔

"تب وہ بچہ تھا۔ بڑے ہو کر اس نے عمر کے دو سال کے فرق کو بھی معاف نہیں کیا منال۔" ان کے لہجے میں ناراضی نہیں تھی۔

"لیکن میں بچی نہیں ہوں۔ امی۔ نورہان کی وہ بات میں آج تک نہیں بھولی۔ اگر کبھی خدانہ کرے ہان کے ساتھ کچھ برا ہوا تو میں اسے اپنا ساتھی بنانے میں قطعی عار نہیں محسوس کروں گی۔" امی نے اس کا ماتھا چوم کر اسے گلے سے لگا لیا تھا۔

"نورہان مجھے جس قدر عزیز ہے میں اس کے لیے کیا کر سکتی ہوں یہ تم نے مجھے سمجھا دیا۔ اللہ تمہیں ہمیشہ خوش رکھے منال۔" دعائیں سمیٹتی وہ اپنے کمرے میں چلی آئی تھی۔

☼ ☼ ☼

دسمبر پوری شان سے لوٹ آیا تھا۔ سردی کے ساتھ ساتھ دھند بھی جاگ اٹھی تھی۔ دوبار انفیکشن ہو جانے کی وجہ سے اس کی ری کوری میں چھ کی بجائے نو ماہ لگ گئے تھے، لیکن بہر حال وہ بیماری کو شکست دینے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ وہ چلنے لگا تھا۔ گھر میں سب کے چہرے کھل اٹھے تھے، لیکن خود اس کا دل مرجھانے لگا تھا۔ وہ لاکھ کوشش کر لیتا منال کو نہیں مل پایا تھا۔

"منال نے کہا ہے کہ منال سید کو ایسے مان جانا نہیں آتا۔" اور نورہان سید نے طے کیا تھا کہ اسے ہر حال میں منال سید کو منانا تھا۔

شانزہ نے ہی اسے بتایا تھا کہ منال کے احسان کے رشتے سے انکار پہ امی بابا نے، رحمت چاچا سے منال اور نورہان کے لیے ایک بار پھر بات کی ہے، لیکن رحمت چاچا نے اس بار خود صاف جواب دے دیا تھا۔ ان کے بقول وہ اس پھول جیسی بچی کو اس بے وقوف لڑکے سے باندھ کے اس کی زندگی برباد نہیں کر سکتے تھے اور اب منال کی امی ایک مرتبہ پھر احسان کے گھر والوں کی طرف دیکھ رہی تھیں۔ نورہان نے فوراً شانزہ کو حال دل سنایا تھا۔ مبادا اور دیر نہ ہو جائے۔

"تو اتنے ڈرامے کی کیا ضرورت تھی۔ پہلی مرتبہ انکار کیوں کیا؟" شانزہ تو حق دق رہ گئی۔ نورہان نے اسے تھپڑ والی رات کا سارا واقعہ سنا دیا۔

"اتنی ضد، اتنی انا۔۔۔ یہ تو زیادتی ہے نورہان۔" شانزہ خفا ہوئی۔

"میں شرمندہ ہوں۔"

"یہ کافی نہیں۔ اس سے معافی مانگ لو۔" شانزہ مسکرائی۔

"اوپیں ای۔۔۔ تاکہ وہ اور سر چڑھ جائے۔"

"دیکھ لو۔ محبتوں کے ادھار کبھی کبھی اس طرح بھی چکانے پڑتے ہیں اور میرے خیال میں اس قدر مشکل بھی نہیں۔۔۔ کیوں؟"

"ہوں۔" وہ سوچنے لگا۔

☼ ☼ ☼

وہ دھند کی چادر کو محسوس کرتی ایئر فون لگائے آنکھیں بند کیے سیڑھیوں پہ بیٹھی تھی۔ جب کوئی دبے پاؤں وہاں آیا تھا۔

"سنا ہے کوئی لڑکی میرے لیے روز دعا کرتی تھی۔" اس نے دھیرے سے اس کے کان سے ایئر فون نکالتے ہوئے کہا تھا۔ وہ ذرا سا گھبرائی پھر فوراً اعتماد بحال کرتے ہوئے بولی۔

"وہ لڑکی سب کے لیے دعا کرتی ہے۔"

"سنا ہے وہ بہت روتی بھی تھی میرے لیے۔" شرارتی لہجہ۔۔۔

"جھوٹ سنا ہے۔" وہ مکر گئی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

www.paksociety.com

"اس نے بڑی چاہ سے میرا کمرہ بھی صاف کیا تھا۔"
وہ اسے تکے جارہا تھا۔ منال کو گھبراہٹ ہونے لگی تھی۔

"امی نے کہا تھا۔ صرف اس لیے۔" وہ حاضر جواب تھی۔ وہ مانتا تھا۔

"اس نے احسان سے شادی کرنے سے انکار کردیا۔" اس نے اس کی طرف ایک اور تیر اچھالا۔

"سراسر میری مرضی۔" وہ اٹھنے لگی۔ نورہان نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ وہ بیٹھی رہ گئی۔ وہ اس کے کان میں سرگوشی کرنے لگا۔

"اور پھر میں نے اسے اپنا آنسو اس کی پوروں سے چنتے محسوس کیا' دیکھا۔"

"اور..." وہ اس بار جواب نہ دے سکی اور پتھر کی ہوگئی۔

"اور وہ میرے دل میں' میری روح میں اتر گئی۔" وہ اعتراف کررہا تھا۔ صرف ایک زینہ اوپر بیٹھا وہ اس کی دل کی دہلیز پار کرتا اس کی ساری خفگی' ناراضی کے سب ہی خول چٹخارہا تھا۔

"اور نورہان سید نے ان نو ماہ چھبیس دنوں میں باربار اس کا انتظار کیا۔"

اسے دل سے یاد کیا... اس کی ایک جھلک کی خواہش کی... اور باربار خود کو باور کرتا رہا کہ نورہان سید' منال سید کے بغیر نہ رہ سکتا ہے۔ نہ جی سکتا ہے۔"
اس نے دھیرے سے اس کا ہاتھ چھوڑا تھا۔

"بدتمیز۔" وہ کہہ کر اٹھی اور تیزی سے اوپر کی طرف بڑھ گئی۔

"سنو۔" نورہان نے پکارا۔ وہ رکی۔

"تیار رہنا۔ محبتوں کے کافی ادھار ہوچکے۔ بہت جلد سب چکانے کی کوشش کروں گا۔" وہ شرارتی لہجے میں بولا۔ منال ایک پل مزید وہاں نہ رکی۔ اندر بھاگ گئی۔ وہ دیر تک مسکراتا رہا تھا۔

✡ ✡

خواتین کے لیے خوبصورت تحفہ

خواتین کا گھریلو انسائیکلوپیڈیا
کا نیا ایڈیشن قیمت -/750 روپے
کے ساتھ کھانا پکانے کی کتاب
کھانا خزانہ
قیمت -/250 روپے بالکل مفت حاصل کریں۔
آج ہی -/800 روپے کا منی آرڈر ارسال فرمائیں۔

ادارہ خواتین ڈائجسٹ کی طرف سے بہنوں کے لیے خوبصورت ناول

اک موسم دل کی بستی کا
رفعت ناہید سجاد
قیمت -/300 روپے

خوابوں کی بستی میں

فاخرہ جبیں
قیمت -/400 روپے

بذریعہ ڈاک منگوانے کے لئے
مکتبہ عمران ڈائجسٹ
37 اردو بازار، کراچی۔ فون: 32216361

WWW.PAKSOCIETY.COM